تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار　　لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

تحریک خلافت پاکستان کا ترجمان

ہفت روزہ　　لاہور

ندائے خلافت

جاری کردہ : اقتدار احمد مرحوم　　۱۹/ نومبر ۱۹۹۷ء　　مدیر : حافظ عاکف سعید

عالمگیر اور آخری رسالت کا قرآنی اعلان

عالم اسلام میں کسی بھی درسگاہ کی —— خواہ وہ مدینۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم ہی میں کیوں نہ قائم ہو —— یہ پہلی ذمہ داری ہے کہ سب سے پہلے وہ نعمت نبوت کے سمجھنے کی طرف توجہ کرے' جس سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ نے کوئی نعمت نہیں اتاری اور اس نعمت کی قدر اور شکر کرتے ہوئے' اس کے سرگرم حامیوں اور داعیوں میں شامل ہو اور وہ زندگی کی رزم گاہ میں جہاں جاہلیت' ارتداد اور انقلاب کے پرچم ہر طرف لہرا رہے ہیں' وہ لوائے محمدیؐ اور خیمہ مصطفویؐ کے سایہ میں آجائے اور زندگی کے ہر محاذ پر خواہ وہ فکری و اعتقادی ہو یا عملی و انتظامی' اخلاقی و اجتماعی ہو یا تمدنی و سیاسی اسلام کی سربلندی کے لئے اپنے آپ کو وقف کردے۔

کسی بھی اسلامی دانش گاہ کے فارغین و متوسلین کا دائمی شعار اور ان کا سب سے گرانقدر مقصد' نبوت اور اس کے طریقہ کار کا ہر فکر و فلسفہ' مذہب و مسلک' فکر کے ہر ڈھنگ' زندگی کے ہر رنگ اور انسانیت و تمدن کے ہر آہنگ پر ترجیح دینا اور اسے برتر سمجھنا چاہئے۔

قرآنی اسالیب میں سے ایک اسلوب بیان وہ بھی ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عالمگیر رسالت اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کے تعارف میں استعمال ہوا ہے' یہ بلند آہنگ اعلانات و تصریحات ثابت کرتی ہیں کہ نبوتوں اور آسمانی رسالتوں کا سلسلہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر تمام ہو گا' چنانچہ قرآن مجید نے واضح عربی زبان میں جس میں کوئی پیچیدگی اور الجھاؤ نہیں' یہ کہا کہ یہ دین اپنے کمال' انسانی ضروریات کی تکمیل اور بقائے دوام کی اہلیت و صلاحیت کی ارتقائی منزل پر پہنچ گیا۔ چنانچہ ارشاد ہوا :

﴿الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا﴾

"آج ہم نے تمہارے لئے تمہارا دین کامل کردیا اور اپنی نعمتیں تم پر پوری کردیں اور تمہارے لئے اسلام کو دین پسند کیا"۔

(حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی مدظلہ۔ از "منصب نبوت")

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اداریہ

عاکف سعید

یوم اقبال ـــــ زبانی جمع خرچ پر ہی قناعت کیوں؟

یوں تو ہر سال ۹ نومبر کو یوم اقبال ملک گیر سطح پر منایا جاتا ہے' گو سرکاری سطح پر اس موقع پر مصور پاکستان اور حکیم الامت سے اپنی نسبت کے اظہار کے لئے محض تعطیل کا اعلان ہی کافی سمجھا جاتا ہے اور یوم اقبال پر کوئی سیمینار یا جلسہ منعقد کرنے کا "فرض کفایہ" بعض غیر سرکاری تنظیموں نے اپنے ذمے لے رکھا ہے' تاہم اس سال معاملہ قدرے مختلف تھا ـــــ اس بار یوم اقبال پر سرکاری سطح پر ایوان اقبال کے افتتاح کا پروگرام ترتیب دیا گیا۔ اقبال ڈے کے حوالے سے مرکزیہ مجلس اقبال کے تحت ہر سال منعقد ہونے والی معمول کی تقریب بھی غیر معمولی صورت اختیار کر گئی' جس میں وزیر اعظم پاکستان میاں محمد نواز شریف بھی بطور مہمان خصوصی شریک ہوئے اور یہ تقریب الحمرا ہال کی بجائے ایوان اقبال کے نو تعمیر شدہ شاندار آڈیٹوریم میں منعقد ہوئی۔

اس تقریب میں میاں نواز شریف صاحب کی تقریر پر اگرچہ حسب توقع سیاسی رنگ غالب تھا' ـــــ انہوں نے کشکول توڑنے کے معاملے میں شدید ترین ناکامی کا منہ دیکھنے کے باوجود اپنی تقریر میں کشکول توڑنے کو آج بھی اپنی اولین ترجیح قرار دیا اور موٹروے کی تعمیر کو حسب سابق ایک ایسا تاریخ ساز کارنامہ قرار دیا جس سے ان کے بقول معیشت کے میدان میں انقلاب آئے گا اور تعمیر و ترقی کے نئے باب کھلیں گے' انہوں نے سابقہ حکومت کی پالیسیوں اور کارکردگی کو ملک کی موجودہ دگرگوں صورتحال کا ذمہ دار گردانے کا اعادہ بھی کیا اور معنی خیز انداز میں عدلیہ اور اس کے رول کا ذکر بھی کیا ـــــ تاہم ہماری اصل دلچسپی وزیر اعظم کی تقریر کے صرف اس حصے سے ہے' جس میں انہوں نے علامہ اقبال کے پیغام اور افکار کے حوالے سے نہایت خوش کن جذبات اور خوش نما عزائم کا اظہار کیا ہے۔ وزیر اعظم نے فرمایا :

> "علامہ اقبال کا پیام بلاشبہ آفاقی ہے۔ اگر ایک طرف وہ احیائے اسلام کے لئے مضطرب تھے تو دوسری طرف عالمی سطح پر جاری آزادی و حریت کی ہر تحریک کے حامی تھے .... اقبال ہی تھے جنہوں نے سب سے پہلے ایک سیاسی پلیٹ فارم سے برصغیر کے مسلمانوں کے سامنے پاکستان کا بنیادی تصور پیش کیا جسے بعد میں قائد اعظم نے اپنی بے پناہ صلاحیتوں سے کام لیتے ہوئے حقیقت میں بدل دیا۔ ان دونوں کے اس احسان سے قوم کا ہر فرد گزشتہ پچاس برس سے استفادہ کر رہا ہے"۔

وزیر اعظم کے یہ فرمودات جو اقبال کی فکری عظمت اور مسلمانان پاکستان پر علامہ اقبال اور قائد اعظم کے احسان عظیم کے اعتراف پر مشتمل ہیں' بالکل بجا ہیں۔ ان سے اختلاف کی مجال کسے ہو سکتی ہے۔ ہمارے نقطہ نظر سے اہم تر بات آگے آ رہی ہے جس کا تعلق "عمل" سے ہے اور جس کی ذمہ داری کا بوجھ سب سے بڑھ کر خود وزیر اعظم کی ذات پر آتا ہے۔ فرماتے ہیں :

> "اس عظیم کارنامے کے عملی اعتراف کی ایک ہی صورت ہے کہ ہم پاکستان کو علامہ کے افکار کی روشنی میں ایک جدید اسلامی فلاحی مملکت میں ڈھال دیں جہاں ہر شہری کو اپنی خداداد صلاحیتوں کی نشوونما کے یکساں مواقع حاصل ہوں .... ہم ان شاء اللہ بہت جلد ان اوصاف کا حامل ایک مثالی معاشرہ قائم کر کے فکری و مادی سطح پر غربت و افلاس کی شکار انسانیت کے لئے امید کی کرن روشن کریں گے"۔

وزیر اعظم کے منہ میں گھی اور شکر' ان کا یہ عزم لائق صد مبارک باد ہے۔

تاہم وزیر اعظم کے ان خیالات عالیہ کے حوالے سے ہم بصد ادب و احترام ان سے یہ سوال کئے بغیر نہیں رہ سکتے کہ اگر یہ سب کچھ صرف زبانی جمع خرچ اور محض الفاظ کی جگالی نہیں ہے تو وہ بتائیں کہ انہوں نے ملک کے سب سے زیادہ بااختیار اور ذمہ دار ترین شخص ہونے کے ناطے پاکستان کو ایک جدید اسلامی فلاحی ریاست بنانے کے لئے اب تک کیا قدم اٹھایا ہے؟ انہوں نے کوئی نقشہ بنایا ہے تو وہ کیا ہے اور آج تک اس سمت میں کیا پیش رفت ان کی حکومت نے کی ہے؟ ـــــ انہوں نے اپنی تقریر میں علامہ کے افکار سے اتفاق کرتے ہوئے یہ بھی فرمایا کہ "اسلام ہی ایسا تہذیبی' تمدنی اور عمرانی نظام پیش کرتا ہے جس میں انسانیت کے تمام دکھوں کا مداوا ہے اور جو دنیا کو عدل و انصاف پر مبنی ایک حیات تازہ بخش سکتا ہے"۔ ـــــ سوال یہ ہے کہ وہ اسلامی نظام جس کی عظمت کا ترانہ وہ الاپ رہے ہیں' اسے قائم کرنے کے لئے انہوں نے کیا منصوبہ بندی کی ہے اور کون سا ٹھوس قدم انہوں نے آج تک اٹھایا ہے؟ ـــــ وزیر اعظم کے سابقہ اور موجودہ دور حکومت پر اگر اس پہلو سے ناقدانہ نگاہ ڈالی جائے تو افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ان کے قول و فعل میں زمین آسمان کا تفاوت ہے۔ اپنے سابقہ دور حکومت میں بھی وہ اس ضمن میں صریح وعدہ خلافی کے مرتکب ہوتے رہے اور شریعت بل کو منظور کروانے کا کریڈٹ وصول کرنے کے باوجود اس کے حوالے سے وہ ترمیمی بل آخری وقت تک اسمبلی میں پیش کرنے سے گریزاں رہے جس کی منظوری پر شریعت بل کا نافذ العمل ہونا موقوف تھا۔ میاں نواز شریف صاحب کے پچھلے دور حکومت میں شریعت کے نفاذ کے حوالے سے ان کا طرز عمل یہ ثابت کرتا ہے کہ وہ شریعت کی بالادستی کے لئے نہیں' بلکہ نفاذ شریعت کی راہ میں روڑے اٹکانے اور سودی نظام اور سود پر مبنی معیشت کو مزید فروغ دے کر دین حق کی دھجیاں بکھیرنے کے لئے کوشاں رہے ـــــ بہرکیف میاں نواز شریف کے پچھلے دور حکومت سے اگر غض بصر کرتے ہوئے اپنی نگاہ کو ان کے موجودہ دور حکومت تک محدود کر لیا جائے تب بھی کچھ زیادہ حوصلہ افزا صورتحال سامنے نہیں آتی۔ پچھلے آٹھ ماہ کے دوران میاں محمد شریف صاحب کی وساطت سے امیر تنظیم اسلامی سے میاں نواز شریف صاحب کی جو تین ملاقاتیں ہوئیں ان میں تمامتر گفتگو کا مرکز و محور یہی ایک نکتہ تھا جس کو واضح کرنے اور جس پر زور دینے کا ہر ممکن اسلوب امیر تنظیم نے اختیار کرتے ہوئے میاں صاحب پر اتمام حجت کر دیا کہ دستور پاکستان میں قرآن و سنت کی غیر مشروط بالادستی کو مستحکم کرنا اور قرارداد مقاصد سے متصادم دفعات کو دستور سے خارج کر کے دستور خلافت کی تکمیل کرنا ان کی اولین دینی و اخلاقی ذمہ داری ہی نہیں قومی و ملی فریضہ بھی ہے۔ پاکستان کی بقا اور استحکام کا راز اسی ایک نکتے پر مضمر ہے ـــــ امیر تنظیم نے احقاق حق اور اتمام حجت کا حق اس درجے ادا کیا کہ وزیر اعظم بھی دوبار راجہ ظفر الحق سے یہ کہنے پر مجبور ہوئے کہ اب کوئی ابہام باقی نہیں رہا للذا ترمیمی بل کی تیاری کیجئے! ـــــ لیکن ڈھاک کے تین پات! ـــــ پرنالہ آج بھی وہیں گر رہا ہے جہاں آج سے دس ماہ قبل گر رہا تھا ـــــ گو اس حوالے سے میاں نواز شریف صاحب کے ساتھ ہمارے حسن ظن کا گراف اب ان تشویشناک حدوں کو چھونے لگا ہے جن کا اظہار غالب کے اس خوبصورت شعر سے ہوتا ہے کہ ؎

جب توقع ہی اٹھ گئی غالب   کیوں کسی کا گلہ کرے کوئی!

تاہم وزیر اعظم کے بلند بانگ دعوے اور ان کی جانب سے مختلف مواقع پر خوشنما عزائم کا اظہار ہمیں بار دگر خامہ فرسائی پر مجبور کر دیتا ہے۔ یوم اقبال کی اسی تقریب میں جناب مظفر وارثی کی ایک نظم "اللہ تمہارے ساتھ محمدؐ تمہارے ساتھ' تم ارض لا الٰہ میں کھل کر اذان دو" جس کے مخاطب وزیر اعظم پاکستان ہی تھے' کے جواب میں بھی میاں صاحب نے نیک جذبات کا اظہار کرتے ہوئے اس عزم کا اظہار کیا کہ "یہ ارض لا الٰہ ہے اور میں یہاں کھل کر اذان دیتا رہوں گا"۔

ہم وزیر اعظم پاکستان کو ان کی اس تقریر اور ان نیک جذبات کے حوالے سے اس معاملے پر از سر نو سنجیدگی کے ساتھ غور کرنے اور ہمت کے ساتھ مثبت قدم اٹھانے کی دعوت دیتے ہیں اور انہیں یقین دلاتے ہیں کہ اگر انہوں نے اس سمت میں کوئی حقیقی پیش رفت کی تو پاکستان کے عوام کی دعائیں ہی نہیں عملی تعاون بھی انہیں حاصل ہو گا ـــــ اقبال کی روح بھی چیخ چیخ کر ان سے تقاضا کر رہی ہے ؎

یہ گھڑی محشر کی ہے تو عرصہ محشر میں ہے
پیش کر غافل' عمل کوئی اگر دفتر میں ہے!

"لوٹ پیچھے کی طرف اے گردش ایام تو"

صاحبزادہ خورشید احمد گیلانی

یہ تحریر امیر تنظیم اسلامی وداعی تحریک خلافت پاکستان ڈاکٹر اسرار احمد مدظلہ کی کتاب "خطبات خلافت" کی تقریب رونمائی کے موقع پر پڑھی گئی

وحید الہ آبادی نے کہا تھا ؎

ہم نے جب وادی غربت میں قدم رکھا تھا
دور تک آئی تھی یاد وطن سمجھانے کو'

محترم ڈاکٹر اسرار احمد نے ایک ایسی ہی وادی غربت میں 56ء میں قدم رکھا تھا' آج اس بادیہ پیمائی کو چالیس برس گزر گئے ہیں' اس عرصے میں راہرو شوق کو کتنے سخت مقامات سے واسطہ پڑا' کتنے کانٹے پاؤں میں چبھے اور کتنے آبلے تلووں پر ابھرے' ان کا احوال صرف اس مسافر کو معلوم ہے جس نے کہا نہیں طوعاً رو نقوں سے منہ موڑا تھا' جس نے شہر کے ہجوم پر وادی کی تنہائی کو فوقیت دی تھی جس نے میلہ چھوڑ کر اکیلا رہنا پسند کیا تھا اور جس کو مادر وطن بہت دور تک سمجھانے آئی تھی مگر اس نے مقصد کی لگن میں ہر حسین یاد کو جھٹک دیا۔ ان چالیس برسوں میں کیا کیا انقلابات زمانہ رونما نہیں ہوئے' چپراسی کے حقدار لوگ آج "Big Boss" بنے ہوئے ہیں۔

دو رکعت کے امام کسی صورت "شیخ الاسلام" سے کم کہلوانے پر راضی نہیں ہوتے' عمر بھر ساحل سے نظارا کرنے والے سفینہ ملت کے چپوار تھامے نظر آتے ہیں' جن کو بات کرنے کا سلیقہ نہ تھا آج میر محفل دکھائی دیتے ہیں اور جنہیں دو قدم چلنا دشوار تھا گردش دوراں نے انہیں قافلہ سالار کا منصب سونپ رکھا ہے۔ مگر جس قبیلے سے ڈاکٹر اسرار احمد کا تعلق ہے وہ ابھی تک وہیں خیمہ زن ہے جہاں اس نے پہلا پڑاؤ ڈالا تھا' اس لئے نہیں کہ یہ مسافر ذوق سفر سے عاری ہیں بلکہ اس لئے اب تک خیمہ زن ہیں کہ یہ سعی بے ثمر کے قائل نہیں ؎

دنیا نے اپنے آپ کو بدلا گھڑی گھڑی
اک اہل عشق ہیں کہ جہاں تھے وہیں رہے

ان چالیس برسوں میں ڈاکٹر صاحب نے ایک ہی بات کہی اگرچہ مختلف اوقات میں پیرایہ اظہار اور آہنگ استدلال بدلتا رہا' وہ یہ کہ پاکستان کی قسمت کسی انتخاب سے نہیں بلکہ انقلاب سے وابستہ ہے اور انقلاب انتقال اقتدار کا نہیں تبدیلی نظام کا نام ہے۔ یہی اختلاف رائے انہیں جماعت اسلامی سے باہر لے آیا ہے' البتہ وہ دوسروں کی طرح آپے سے باہر نہیں ہوئے بلکہ اسی فکر کے دائرے میں رہے جس میں وہ پہلی بار پورے شعور کے ساتھ ساتھ داخل ہوئے تھے' یعنی اقامت دین کا دائرہ اور لوگوں نے بھی جماعت چھوڑی لیکن اس کے ساتھ ساتھ وہ فکر بھی چھوڑ دی' کسی کو اقامت دین کا فلسفہ تعبیر کی غلطی نظر آیا' کسی کے سر پر روشن خیالی کا جادو سوار ہو گیا۔ کسی نے گوشہ مکتب میں جا کر پناہ لے لی' کسی کو فرد کی اصلاح کا خیال آیا' لیکن ڈاکٹر صاحب نے مطمح نظر -- اقامت دین -- کو بنایا تاہم نقطہ نظر بدل لیا' یہ نقطہ نظر دینی اور سیاسی حلقوں میں ایک مدت تک اجنبی رہا لیکن اب

> **"ان چالیس برسوں میں ڈاکٹر صاحب نے ایک ہی بات کہی اگرچہ مختلف اوقات میں پیرایہ اظہار اور آہنگ استدلال بدلتا رہا' وہ یہ کہ پاکستان کی قسمت کسی انتخاب سے نہیں بلکہ انقلاب سے وابستہ ہے اور انقلاب انتقال اقتدار کا نہیں تبدیلی نظام کا نام ہے"**

چہار سو انقلاب کی خوشبو پھیل رہی' وزیراعظم سے لے کر خوانچہ فروش تک اور بہت بڑے سیاسی و دینی رہنما سے لے کر معمولی سیاسی ورکر تک سبھی انقلاب کے نغمے الاپ رہے ہیں' حتیٰ کہ وہ لوگ بھی جو اس انقلاب کی لپیٹ میں آنے والے ہیں وہ بھی اس مقبول عام دھن پر سر دھن رہے ہیں ؎

ہم نے جو طرز فغاں کی تھی قفس میں ایجاد
فیض گلشن میں وہی طرز فغاں ٹھہری ہے

اب اس ملک کا وہ کون سا باسی ہے جو انتخاب کو اپنے مسائل کا حل سمجھتا ہے؟ وہ کون سا فرد ہے جو انقلاب کی آرزو نہیں کر رہا ہے؟ وہ کون سا شخص ہے جس کی نوک زبان پر انقلاب کا نعرہ نہیں؟ اور وہ کون سا شہری ہے جو انتخاب کو ڈھونگ' فراڈ اور لاحاصل مشق قرار نہیں دے رہا ہے؟ غنیمت ہے کہ بات یہاں تک پہنچ گئی ہے۔ ان شاء اللہ دینی سیاسی رہنما بالآخر اس شوق سے دستبردار ہو کر مکمل اسلامی انقلاب کے لئے انقلابی طریق کار اپنانے پر بھی آمادہ ہو جائیں گے ؎

شرما گئے' لجا گئے' دامن بچا گئے
اے عشق مرحبا وہ یہاں تک تو آگئے

انقلاب کا یہ نعرہ بے تاب جب کسی قالب میں سکون پائے گا تو اس قالب کا نام نظام خلافت ہے۔ ڈاکٹر صاحب ایک عرصے سے اس نظام خلافت کو لوگوں میں روشناس کرا رہے ہیں۔ "خطبات خلافت" بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے' انہوں نے مختلف اور متعدد مقامات پر عوام کے سامنے گھنٹوں کھڑے ہو کر لوگوں کو مفہوم خلافت سمجھایا ہے' اس فکری پیکر کو کتابی پیرہن پہنا کر "خطبات خلافت" کو ہمارے سامنے پیش کیا ہے' جس میں چار بنیادی خطبات درج ذیل ہیں۔

۱) عالمی خلافت کی نوید
۲) عہد حاضر میں خلافت کا سیاسی ڈھانچہ
۳) عہد حاضر میں خلافت کا معاشی و معاشرتی ڈھانچہ
۴) قیام خلافت کا نبویؐ طریق

خلافت کے فاضل نقیب اور اس موضوع کے کامیاب خطیب کو عالمی خلافت کی نوید پر ایمان کی حد تک یقین ہے کیونکہ اس کی خوشخبری اس کائنات کے سب سے سچے انسان رسول اکرم ﷺ نے عطا فرمائی ہے اور خلافت کے اس نظام کو ان رجال عظیم سے نسبت ہے جن کا چہرہ جب بھی پردہ ذہن اور لوح تاریخ پر ابھرتا ہے تو ہر دور کے حکمرانوں سے ان کا تاثر مختلف بنتا ہے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ جنہوں نے حق و باطل کے معاملے میں کسی مصالحت و مفاہمت کا نہیں بلکہ عزیمت و استقامت کا مظاہرہ فرمایا' حضرت عمر فاروقؓ جن کے انداز حکومت پر آمریت کا شائبہ نہیں بلکہ عدالت کا سایہ نظر آتا ہے' حضرت عثمان غنیؓ جو مال بنانے کے لئے اس منصب پر

(باقی صفحہ ۱۴ پر)

ملک و قوم کی قسمت کے مالک فہم و فراست سے محروم ہیں!

پارلیمنٹ میں غیر معمولی اکثریت کے باوجود قرآن و سنت کی بالادستی کے قیام سے گریز بہت بڑا جرم ہے

میں اب بھی اس امکان کو رد نہیں کرتا کہ نواز شریف نفاذ اسلام کے سلسلے میں مخلص ہوں مگر.......

نواز شریف حکومت خود "شیک" ہو کر گولڈن ہینڈ شیک سکیم واپس لینے پر مجبور ہو چکی ہے

اب کرپٹ سیاست دانوں کے احتساب کا شور بھی ختم ہو چکا ہے

امیر تنظیم اسلامی و داعی تحریک خلافت ڈاکٹر اسرار احمد مدظلہ کے ۷ نومبر ۹۷ء کے خطاب جمعہ کی تلخیص

مرتب : نعیم اختر عدنان

حمد و ثنا اور تلاوت آیات کے بعد امیر محترم مدظلہ نے فرمایا :

انسان عموماً خوشحالی' عزت و ثروت اور قوت واختیار پا کر اترانے لگتا ہے' پھولے نہیں سماتا اور تکبر و غرور میں مبتلا ہو کر ناشکری پر اتر آتا ہے اور سمجھنے لگتا ہے کہ یہ کامیابیاں درحقیقت میری ذہانت و فطانت' پیش بینی و پیش بندی اور پلاننگ کا نتیجہ ہیں لیکن جونہی وہ کسی مشکل' تکلیف یا پکڑ میں آ جاتا ہے تو اللہ کے سارے پچھلے احسانات کو بھول کر دفعتاً مایوسی کی علامت بن جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں انسان کے اسی انفرادی اور اجتماعی طرز عمل کی مختلف مقامات پر نقشہ کشی کرتے ہوئے اسے متنبہ کرنا چاہتا ہوں کہ اجل معین کے آنے سے پہلے پہلے اللہ تعالیٰ اور رسول ؐ کی پکار پر لبیک کہو' وگرنہ اس دن کسی بڑے سے بڑے شخص کے لئے بھی کہیں جائے پناہ نہیں ہوگی اور کوئی شخص کسی دوسرے کے کام نہ آسکے گا۔ ہم سب اس ہدایت ربانی کے مخاطب ہیں۔ چنانچہ خود آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کہہ دیا گیا کہ اگر یہ لوگ دین حق سے اعراض اور روگردانی اختیار کرتے ہیں تو آپ ؐ ہرگز پریشان نہ ہوں اور تشویش میں مبتلا نہ ہوں اس لئے کہ ہم نے آپ کو محاسب اور نگران بنا کر مبعوث نہیں فرمایا بلکہ آپ کی ذمہ داری تو پیغام الٰہی بلا کم و کاست لوگوں تک پہنچانے اور احقاق حق اور ابطال باطل کی ہے۔ چنانچہ آپ ؐ کی امت کے ہر اس ہر وہ فرد یا جماعت کو جو دعوت و اقامت دین کی جدوجہد میں مصروف ہو' آنحضور ؐ کی وساطت سے یہی تلقین اور نصیحت کی جا رہی ہے کہ وہ دین کے پیغام کو حتی المقدور لوگوں تک پہنچانے کے لئے کوشاں رہے۔ انہی آیات ربانی کے حوالے سے وزیراعظم پاکستان جناب میاں نواز شریف کو متنبہ کرنا چاہتے ہیں کہ وہ ملک خداداد پاکستان میں دین کو نافذ کر کے اللہ اور رسول ؐ کی پکار پر لبیک کہیں ورنہ اس بات کا شدید اندیشہ ہے کہ میاں نواز شریف کے ساتھ ساتھ ملک و قوم بھی عذاب الٰہی کی گرفت میں آ جائے۔ اقتدار کی موجودہ مہلت کسی وقت بھی ختم ہو سکتی ہے۔ بھاری مینڈیٹ کے نشے میں عدلیہ کے ساتھ پنجہ آزمائی کے نتیجے میں وزیراعظم میاں نواز شریف کی نہ صرف اندرون ملک بلکہ بین الاقوامی سطح پر بھی "حیثیت عرفی" کو شدید دھچکا لگ چکا ہے۔ اختیارات اور طاقت کو غلط اور بھونڈے طریقے سے استعمال کرنے پر لازماً سزا ملتی ہے۔

اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکامات کی بالادستی کے لئے دستوری ترامیم کی بجائے اپنے ذاتی اقتدار کے تحفظ کی خاطر دستور میں ترامیم کا جو عظیم گناہ انہوں نے کیا تھا اس کی پاداش میں میاں نواز شریف پچھلے دنوں شدید ترین آزمائش سے دوچار ہو چکے ہیں۔ چنانچہ وزیراعظم اپنے سابقہ طرز عمل کی تلافی کرتے ہوئے اور موجودہ مہلت کو غنیمت سمجھ کر بلا تاخیر دستوری سطح پر قرآن و سنت کو ملک کا سپریم لاء قرار دیں جو ملک و قوم کے ساتھ ساتھ خود ان کے اپنے اقتدار کے تحفظ کا ذریعہ بھی بن سکتا ہے۔ آج دین کی وحدت پارہ پارہ ہو چکی ہے اور ہم نے اسلام کے نظام حیات کو مختلف گوشوں اور خانوں میں تقسیم کر رکھا ہے۔ چنانچہ پارلیمنٹ سے' عدلیہ سے' منڈی سے خدا کا دین بے دخل ہو کر مسجدوں اور خانقاہوں تک محدود ہو کر رہ گیا ہے' حالانکہ قرآن مجید نے ہمیں وضاحت کے ساتھ یہ حکم دے رکھا ہے کہ حضرت آدم سے لے کر حضرت محمد ﷺ تک دین ہمیشہ سے ایک ہے۔ اس دین واحد کا قیام امت مسلمہ کا فرض منصبی ہے۔ اسی لئے قرآن حکیم میں اس امر کا تاکیدی حکم دیا گیا کہ اس دین کی وحدت کو پارہ پارہ مت کرو' دین کے حصے بخرے نہ کرو بلکہ معاشرے کے رسم و رواج ہوں یا ملکی قوانین ہر جگہ اللہ اور رسول ؐ کے احکامات پر عمل کرو۔ جس طرح تفریق بین الرسل کفر ہے' اس طرح کا معاملہ دین کی وحدت کو پارہ پارہ کرنے کا ہے۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے احکامات کی نافرمانی نہ کرو کہ قرآن و سنت ہی دین کی بنیاد ہے۔

نواز شریف کی قیادت میں مسلم لیگ کو غیر معمولی اور غیر متوقع بھاری مینڈیٹ کا ملنا اللہ تعالیٰ کا احسان عظیم بھی تھا اور بہت بڑی آزمائش بھی۔ چنانچہ پارلیمنٹ میں غیر معمولی اور فیصلہ کن اکثریت رکھنے کے باوجود قرآن و سنت کی بالادستی کے قیام سے گریز بہت بڑا جرم ہے جس کی سزا کے طور پر نواز شریف کو حاصل موجودہ اقتدار بھی ختم ہو سکتا ہے اور اس کی ملک و قوم کو بھی کڑی سزا مل سکتی ہے۔ تنظیم اسلامی اور تحریک خلافت کے جملہ وابستگان نے اپنی بساط سے بڑھ کر قرآن و سنت کی بالادستی کے قیام کے لئے "تکمیل دستور خلافت" کے عنوان سے پورے ملک میں مہم چلا کر وزیراعظم میاں محمد نواز شریف کی اس جانب توجہ

مبذول کرانے کی امکانی کوشش کی۔ ہم نے جناب وزیراعظم کی خدمت میں دردمندی اور خلوص و اخلاص سے گزارشات کی ہیں۔ میرا ماضی گواہ ہے' میرا حال شاہد ہے کہ میں نہ کسی کا حریف ہوں اور نہ حلیف۔ جو شخص جس درجے میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے قریب ہوگا میں اسی نسبت سے اس کے قریب ہوں گا اور جو اللہ اور رسول ؐ سے دور ہوگا میں بھی اس سے دور ہوں گا۔

میرے کوئی سیاسی عزائم نہیں ہیں لہٰذا میں بار دگر دردمندی اور خلوص و اخلاص سے عرض کر رہا ہوں کہ میاں محمد شریف کے بیٹوں کو اللہ تعالیٰ نے عظیم الشان کامیابی عطا فرمائی ہے' اس طرح کا بھاری مینڈیٹ شاید آئندہ کسی حکمران کو حاصل نہ ہو سکے لہٰذا قومی اسمبلی میں اتنی غیر معمولی اکثریت کے باوجود دین کو نافذ العمل کر کے قیام پاکستان کے حقیقی تقاضے پورے نہ کرنا ہماری قوم کی بہت بڑی محرومی اور بدنصیبی کا مظہر ہوگا۔ ملک کی قابل ذکر مذہبی اور سیاسی جماعتوں میں سے کوئی بھی دین کے عملی نفاذ کی مخالف نہیں ہے' اگر کسی کو اختلاف ہے تو وہ دین فروشوں سے ہے نہ کہ نفاذ دین سے۔ سیاسی سطح پر نظریاتی اختلافات کے باوجود کوئی بھی جماعت نفاذ دین کے راستے میں مزاحم نہیں ہو سکتی۔ اس سب کے باوجود شریعت کو سپریم لاء نہ بنانا اور نفاذ اسلام کے وعدوں کی تکمیل نہ کرنا درحقیقت امریکہ بہادر اور عالمی مالیاتی اداروں پر مشتمل چھوٹے خداؤں کی فرمان برداری کے مترادف ہے۔ ملکی دستور میں قرارداد مقاصد کے ساتھ ساتھ اس کے منافی دفعات بھی موجود ہیں جن کی وجہ سے ملکی دستور دھوکہ دہی' فراڈ اور منافقت کا شاہکار بن چکا ہے۔ نواز شریف نے اپنے سابقہ دور حکومت میں سود کی حرمت کے بارے میں شریعت کورٹ کے فیصلے کے خلاف اپیل دائر کر کے اسے عملاً غیر موثر بنا کر گناہ عظیم کا ارتکاب کیا تھا جبکہ اب اس فیصلے کے خلاف نظرثانی کی اپیل دائر کرنا اللہ اور رسول ؐ کے علاوہ مسلمانوں سے دھوکہ دہی اور وعدہ خلافی کا مظہر ہے۔ اگرچہ میں اب بھی اس امکان کو رد نہیں کرتا کہ نواز شریف نفاذ اسلام کے سلسلے میں مخلص ہوں مگر کوئی بڑی طاقت اس سلسلے میں رکاوٹ بنی ہوئی ہو۔ نواز شریف نے اپنے ذاتی اقتدار کو مستحکم کرنے کے لئے تو فوراً ترامیم منظور کرالیں' صدر کو بے بس کرنے اور ممبران اسمبلی کے پر کاٹ دینے کے عمل سے وزیراعظم نے غرور اور تکبر میں مبتلا ہو کر اقتدار کے نشے میں عدلیہ سے جنگ کی جس میں انہیں اوندھے منہ گرنا پڑا ہے۔ چنانچہ نواز شریف کو عدلیہ کے ساتھ جنگ میں ذلت و رسوائی اور بے عزتی کے عذاب سے دوچار ہونا پڑا ہے۔ گویا ذاتی اقتدار کے جھنڈے گاڑنے اور بڑے بولوں کی پاداش میں غرور کا سر نیچا ہو گیا ہے۔ ذوالفقار علی بھٹو ملک کے واحد عوامی رہنما تھے جو پاکستان میں جاگیرداری کی لعنت کو ختم کر کے پاکستان کے ماؤزے تنگ بن سکتے تھے مگر افسوس کہ انہوں نے اس سنہری موقعہ کو ضائع کر دیا۔ اسی طرح جنرل ضیاء الحق مرحوم ملک کو اسلامی نظام کا گہوارہ بنا کر عمر بن عبدالعزیزؒ کا کردار ادا کر سکتے تھے مگر وہ بھی ناکامی کا داغ لئے دنیا سے رخصت ہو گئے۔ اب نواز شریف کو قدرت نے موقع عطا کیا ہے' جس سے فائدہ نہ اٹھایا گیا تو اسے ملک و قوم کی بدقسمتی ہی کہا جائے گا۔ ذاتی اقتدار کے تحفظ کے لئے دستوری ترامیم منظور کرانے' جلد بازی میں غلط فیصلے کرنے اور بعد ازاں انہیں واپس لینے سے حکومت کی ساکھ بری طرح متاثر ہو چکی ہے۔ نواز شریف حکومت خود شیک ہو کر گولڈن ہینڈ شیک سکیم واپس لینے پر مجبور ہو چکی ہے۔ قرض اتارو ملک سنوارو کا نعرہ ایک خواب بن چکا ہے جبکہ حکومت کی جانب سے آئی ایم ایف سے قرضے کی قسط ملنے پر خوشی کا اظہار کیا جاتا ہے۔ کرپٹ سیاستدانوں کے احتساب کا شور اب بھولی بسری داستان بن چکا ہے اور اب قاضی حسین احمد اور عمران خان سمیت کوئی بھی اس کا نام نہیں لے رہا۔ افسوس اور رنج کی بات تو یہ ہے کہ ملک و قوم کی قسمت کے مالک ایسے لوگ بنے ہوئے ہیں جو فہم و فراست اور بصیرت سے محروم ہیں ؎

رنگ گل کا ہے سلیقہ نہ بہاروں کا شعور
ہائے کن ہاتھوں میں تقدیر حنا ٹھہری ہے

سرکاری اداروں سے ہزاروں ملازمین کو جبراً بے روزگار کرنا انتہائی ناانصافی ہے لہٰذا اب جبکہ وزیراعظم نے گولڈن شیک ہینڈ سکیم واپس لینے کا اعلان بھی کر دیا ہے تو وہ یونائیٹڈ بینک کے ہزاروں بے روزگاروں کو از سر نو ملازمت پر بحال کر کے مظلوموں کی آہوں سے بچیں۔

الیس منکم رجل رشید

اصول اور شخصیتیں

علامہ شبیر بخاری

انسانی تاریخ' اصولوں اور شخصیتوں کے تصادم کا ایک عبرتناک مرقع ہے۔ ہماری زندہ یادداشت گواہی دیتی ہے کہ سٹالین کا کلٹ آف پرسنلٹی کس طرح پاش پاش کر دیا گیا۔ ماؤزے تنگ کی شخصیت کا بت کس طرح ریزہ ریزہ ہو گیا' شاہ ایران اور صدر فلپائن کی لاشیں کس طرح بے آبرو ہوئیں۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔ جس الہامی فلسفہ فکر کے ہم معتقد ہیں اس میں اصولوں کو کماحقہ بالادستی حاصل ہے۔ سورۃ آل عمران کی آیت ۱۴۴ میں سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں فرمایا گیا: ﴿ وما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل افاین مات اوقتل انقلبتم علی اعقابکم ومن ینقلب علی عقبیه فلن یضر الله شیئا...(حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ تو بس رسول ہیں۔ ان سے قبل اور بھی رسول گزر چکے ہیں۔ سو اگر یہ وفات پا جائیں یا قتل ہو جائیں تو کیا تم الٹے پاؤں واپس چلے جاؤ گے' اور جو کوئی واپس پھر جائے تو وہ اللہ کو کچھ نقصان نہیں پہنچائے گا۔)

بقول مولانا ابوالکلام آزاد یہ اس اصل عظیم کی طرف اشارہ ہے کہ بنائے کار اصل اور عقائد ہیں نہ کہ شخصیت اور افراد۔ کوئی شخصیت کتنی ہی بڑی کیوں نہ ہو پس اس کے سوا کچھ نہیں ہے کہ اصل اور سچائی کی راہ دکھانے والی ہے۔ حافظ ابن کثیرؒ (متوفی ۷۷۴ھ) اس کی صراحت میں سیدنا ابوبکر صدیق کا حضور ؐ سرور کائنات کے سانحہ ارتحال پر حجرہ عائشہ میں جانے حضور ؐ کے چہرہ اطہر کو بوسہ دیتے ہوئے یہ کہنا کہ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں' خدا کی قسم آپ پر جو موت لکھ دی گئی تھی وہ آپ کو آچکی' دو مرتبہ موت نہیں آئے گی' کا حوالہ دیتے ہیں۔ بعد ازاں آپ ؓ نے مسجد نبوی ؐ میں حاضری دی تو منبر پر حضرت عمر فاروق ؓ (انتہائی درد بھری) تقریر کر رہے تھے۔ آپ ؓ نے انہیں خاموش کر دیا اور کہا "جو شخص اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا تھا وہ خوش رہے کہ وہ زندہ ہے اور اس کیلئے موت نہیں ہے اور پھر درج بالا آیت پڑھی اور سامعین نے محسوس کیا کہ گویا وہ سورۃ اسی موقع کیلئے نازل ہوئی تھی۔

میرے ایک دوست' دین دوستوں کے ایک اجتماع میں گئے' وہاں دو اہل علم میں دو دینی شخصیتوں پر تو تکار ہو رہی تھی۔ پھر سیاست کاروں کے ایک مجمع میں گئے وہاں د[illegible] سیاست کاروں پر بحث و مباحثہ کا بازار گرم تھا۔ فطرت کائنات ہم سے سوال کرتی ہے تم تو اصولوں اور عقائد پر ایمان رکھنے والے لوگ ہو' شخصیت پرستی کے طلسم میں کیوں کھو گئے؟ این تذھبون؟

عالم اسلام کی احیائی تحریکوں میں تنظیم اسلامی کو ایک نمائندہ احیائی تحریک کی حیثیت حاصل ہو چکی ہے

امیر تنظیم اسلامی نے اپنے جانشین کے تقرر کے لئے بھرپور مشاورت کا اہتمام کر کے قرآنی حکم کی پیروی کا حق ادا کر دیا

تنظیم اسلامی کے بزرگ اور صائب الرائے ساتھیوں نے "جانشین" کے مطلوبہ اوصاف بیان کئے

امیر محترم مدظلہ نے فرمایا : "میری خواہش بھی ہے اور دعا و تمنا بھی

کہ تنظیم اپنے اساسی فکر و طریقہ کار کے ساتھ یکجا (One-Piece) اگلی نسل کو منتقل ہو جائے"

"تنظیم اسلامی کی کامیابیاں اور کوتاہیاں" کے موضوع پر نمائندہ رفقاء نے کھل کر اظہار خیال کیا

قرآن کالج آڈیٹوریم لاہور میں منعقدہ تنظیم اسلامی کے ملتزم رفقاء کے چھ روزہ مشاورتی و تربیتی اجتماع (۲۶/اکتوبر تا یکم نومبر ۹۷ء) کی مفصل روداد

(مرتب : نعیم اختر عدنان)

"تو خاک میں مل اور آگ میں جل' جب خشت بنے تب کام چلے" کے مصداق تنظیم اسلامی کے ملتزم رفقاء تنظیمی نظم اور بیعت سمع وطاعت کے جملہ تقاضوں کی مسلسل ادائیگی کرتے ہوئے نظم کے بہت حد تک خوگر ہو چکے ہیں۔ انہی رفقاء کو امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد مدظلہ نے چھ روزہ مشاورتی و تربیتی اجتماع کے لئے لاہور میں "طلب فرمایا" تھا۔ اتوار ۲۶/اکتوبر بعد نماز عصر اجتماع کے سٹیج سیکرٹری کے فرائض نائب امیر ڈاکٹر عبدالخالق نے سنبھالتے ہوئے اجتماع کے باقاعدہ آغاز کے لئے تنظیم اسلامی کوئٹہ کے رفیق جناب قاری شاہد اسلام بٹ کو قرآن مجید کی آیات مقدسہ کی تلاوت کے لئے کہا۔ تلاوت آیات کے بعد امیر قافلہ و داعی تحریک خلافت' امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد مدظلہ نے اپنے افتتاحی خطاب کا آغاز سورہ مریم کی ابتدائی آیات کی تلاوت سے کیا۔ امیر محترم مدظلہ نے فرمایا کہ "تنظیم اسلامی کی ساڑھے بائیس سالہ تاریخ میں چھ روزہ اجتماع کے انعقاد کا یہ تیسرا موقع ہے۔ پہلا چھ روزہ تنظیمی اجتماع اگست ۷۷ء میں منعقد ہوا تھا جس میں دیگر امور کے علاوہ تنظیم اسلامی کی قرار داد تاسیس میں انقلابی رنگ کی کمی کی تلافی اور اقامت دین کی فرضیت پر زوردار خطاب ہوا تھا۔ اسی اجتماع میں "بیعت" کی منصوص و ماثور اور مسنون اصطلاح کو اختیار کرنے کا حتمی فیصلہ کر لیا گیا۔ دوسرا چھ روزہ اجتماع "فرائض دینی کے جامع تصور" کے حوالے سے ۸۵ء میں منعقد ہوا تھا جب کہ اب یہ تیسرا چھ روزہ اجتماع منعقد ہو رہا ہے تو اس موقع پر تنظیم اسلامی کے داعی' موسس اور تاحیات امیر کو اپنے جانشین کی تعیین کا مشکل ترین مرحلہ درپیش ہے۔ اس حوالے سے ندائے خلافت کی ۸/اکتوبر کی اشاعت کے ذریعے تمام تفصیلات سے آپ حضرات آگاہ ہو چکے ہوں گے۔ میں اپنے گھٹنوں کے آپریشن سے پہلے جانشین کے تعین کے نازک اور اہم مرحلے کے ضمن میں ضروری مشاورت کا مرحلہ مکمل کرنا چاہتا ہوں"۔ امیر محترم نے رفقاء کا شکریہ ادا کرتے ہوئے فرمایا کہ "میں اس طویل اجتماع میں شرکت پر آپ کا خصوصی شکریہ ادا کرتا ہوں اور اسے اپنے اوپر رفقاء کا ذاتی احسان سمجھتا ہوں۔ تنظیم سازی دنیا کے مشکل ترین کاموں میں سے ہے اس لئے کہ جماعت میں مختلف المزاج افراد کو باہم جوڑنا کسر و انکسار کے بغیر ممکن نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ان تمام کٹھن مراحل سے گزر کر اب تنظیم اسلامی کو عالم اسلام کی احیائی تحریکوں میں ایک نمائندہ جماعت کی حیثیت حاصل ہو چکی ہے۔ کسی اعلیٰ مقصد کے حصول کے لئے جماعت بنا کر اسے طے شدہ راستے پر گامزن رکھنا جماعت سازی سے بھی مشکل مرحلہ ہے۔ بعض اداروں اور جماعتوں کے بانیان اور موسسین کو ان کی زندگی ہی میں اس جماعت یا ادارے سے نکال دیا گیا اور بعض اوقات خود داعی اول کی زندگی ہی میں جماعت طے شدہ راستے کو چھوڑ دیتی ہے۔ بحیثیت امیر تنظیم اسلامی میری زندگی پر بھی بہت سے دباؤ آئے۔ خصوصاً نظام مصطفیٰ تحریک میں بڑا سخت دباؤ آیا مگر میں اللہ کے فضل و کرم سے ثابت قدمی کے ساتھ اپنے طے شدہ موقف اور لائحہ عمل پر قائم رہا اور اپنی منزل کی جانب یکسوئی کے ساتھ گامزن رہا۔ امیر محترم نے فرمایا کہ اولین داعیوں اور موسسین کے بعد کا مرحلہ جماعتوں اور تحریکوں کے لئے بعض اعتبارات سے سخت تر ہوتا ہے۔ اصل راستے سے ہٹنے اور لڑکھڑانے کے کئی انداز سامنے آتے ہیں' نظریات میں بھی درجہ بدرجہ کمی آجاتی ہے جس سے بالآخر شکوک و شبہات جنم لیتے ہیں۔ چنانچہ دنیا کی ہر مادی چیز کی طرح تحریکوں اور جماعتوں پر بھی زوال اور بڑھاپے کا دور آتا ہے۔ "دنیا طلبی" کا راستہ تحریکوں کی زندگی کا سب سے خطرناک مرحلہ ہوتا ہے۔ طالع آزما اور طالب دنیا افراد اپنے "اسلاف" کی کمائی کو اپنی ذاتی خواہش اور مطلب براری کے لئے استعمال کرتے ہیں۔ اس سب پر مستزاد یہ کہ عام اور مخلص کارکنوں کے لئے جماعت ہی حق و باطل کا معیار بن کر معبود کی شکل اختیار کر لیتی ہے۔ یہیں سے فرقہ بندی کا آغاز ہوتا ہے

چنانچہ انہی اندیشوں کے تناظر میں میری خواہش بھی ہے اور دعا و تمنا بھی کہ تنظیم اسلامی "One Piece" اور "As Such" اپنے فکر اور طریقہ کار کے حوالے سے اگلی نسل تک منتقل ہو جائے۔ گزشتہ بائیس سالہ عرصے میں بحمد اللہ تنظیم اسلامی کسی بڑے حادثے سے دوچار نہیں ہوئی۔

امیر محترم کے افتتاحی خطاب کے بعد نماز مغرب کی ادائیگی کے لئے وقفہ ہوا۔ بعد نماز مغرب تنظیم اسلامی کے ناظم اعلیٰ عبدالرزاق نے تنظیم اسلامی کی ۲۲ سالہ تاریخ کے تناظر میں موجودہ صورت حال کا جائزہ پیش کیا۔ انہوں نے رفقاء کو بتایا کہ ۶۲ رفقاء سے تنظیم اسلامی نے اپنے سفر کا آغاز کیا تھا۔ مختلف مراحل طے کرنے کے بعد ۸۷ء میں دعوت کی توسیع کے پیش نظر حلقہ جات کا قیام عمل میں آیا۔ جب کہ مئی ۹۷ء میں حلقہ جات کے ناظمین کو امراء کی حیثیت دے کر حلقہ جات کو "خود مختار اور خود مکتفی" کر دیا گیا ہے۔ انہوں نے بتایا کہ اس وقت تنظیم اسلامی کے تحت ۹ حلقہ جات، ۴۲ تنظیمیں اور ۴۸ منفرد اسرہ جات قائم ہیں۔ تنظیم اسلامی کے مرکزی ناظم تربیت جناب رحمت اللہ بٹر نے تربیت گاہوں سے استفادہ کرنے والے مبتدی اور ملتزم رفقاء کے اعداد و شمار بیان کرتے ہوئے رفقاء کو توجہ دلائی کہ انہیں معیار مطلوب پر آنے کے لئے ابھی کافی جدوجہد کرنا ہو گی۔ تنظیم اسلامی کے مرکزی محاسب جناب مختار احمد خان نے مالیاتی رپورٹ پیش کرتے ہوئے تنظیم کا مالیاتی جائزہ پیش کیا۔ تنظیم اسلامی بیرون پاکستان کی رپورٹ ڈاکٹر عبدالسمیع نے پیش کی جب کہ حلقہ خواتین کی رپورٹ نائب امیر تنظیم جناب ڈاکٹر عبدالخالق نے پیش کی۔ یوں ۲۶/ اکتوبر کی کارروائی اختتام پذیر ہو گئی۔

۲۷/ اکتوبر بروز سوموار اجتماع کا آغاز ڈاکٹر عبدالسمیع صاحب کے درس قرآن سے ہوا۔ انہوں نے "فرائض دینی کا جامع تصور اور جہاد فی سبیل اللہ کے مقاصد و مراحل" کے موضوع پر خطاب فرمایا۔ درس قرآن کے بعد تنظیم کے بنیادی کتابچے : "تعارف تنظیم اسلامی بحوالہ قرارداد تاسیس" کا مطالعہ خود امیر محترم نے کرایا۔ امیر محترم مدظلہ نے فرمایا کہ بعض تنظیمیں اور جماعتیں مشترکہ احساس کے تحت وجود میں آتی ہیں جب کہ بعض داعی کی دعوت پر قائم ہوتی ہیں۔ تنظیم اسلامی بھی ایک داعی کی دعوت پر وجود میں آنے والی تنظیم ہے جس میں داعی اور موسس کو خصوصی اہمیت حاصل ہوتی ہے۔ مولانا ابوالکلام کی "حزب اللہ" اور مولانا مودودیؒ کی جماعت اسلامی بھی اسی طرز کی تنظیمیں تھیں، ہم ان تحریکوں سے اپنا تواتر اور تسلسل قائم رکھنا چاہتے ہیں اور تنظیم اسلامی کو حزب اللہ اور جماعت اسلامی ہی کی کڑی قرار دیتے ہیں۔

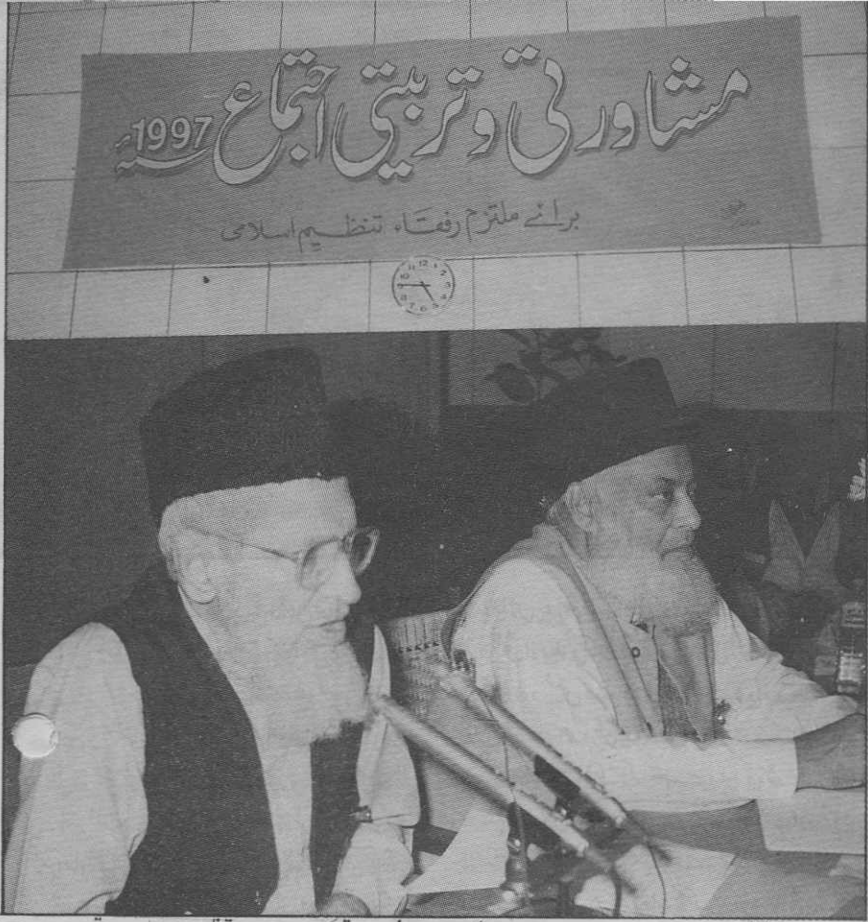

تنظیم اسلامی کے تاسیسی ارکان میں سے بزرگ ترین رفیق اور تحریکی سفر میں امیر تنظیم کے اولین ساتھی شیخ جمیل الرحمن صاحب جانشین کے مطلوبہ اوصاف پر روشنی ڈالتے ہوئے

چائے کے وقفہ کے بعد مختلف حلقہ جات سے نمائندہ رفقاء نے "تنظیم اسلامی کی کامیابیاں اور کوتاہیاں" کے موضوع پر اظہار خیال کیا۔ اس مقصد کے لئے ہر مقرر کو تقریباً پندرہ منٹ کا وقت دیا گیا۔ ذیلی حلقہ مالاکنڈ ڈویژن کے علاقہ تیمر گرہ کے نقیب اسرہ جناب محمد فہیم کے اظہار خیال سے اس سلسلے کی ابتداء ہوئی۔ انہوں نے کہا کہ امیر تنظیم اسلامی کی جانب سے پیش کردہ فرائض دینی کے جامع تصور کا خاکہ اتنا مدلل اور واضح ہے کہ اس کے خلاف کوئی بات کہنا آسان نہیں۔ اسی طرح تنظیم اسلامی کے پیش نظر طریقہ کار بھی منہج نبوی سے ماخوذ ہونے کی وجہ سے بحث و تنازع سے بالاتر ہے۔ انہوں نے کہا کہ اگرچہ ہماری رفتار "Slow" ہے مگر ہم بحمد اللہ مستقل مزاجی کے ساتھ (Steadily) آگے بڑھ رہے ہیں۔ فہیم صاحب نے کہا کہ جہاں تک کوتاہیوں کا تعلق ہے تو یہ تنظیم کی نہیں بلکہ افراد کی کوتاہیاں ہیں لہٰذا تنظیم اسلامی کے ہر رفیق کو خود احتسابی کے ذریعے اپنا جائزہ لینا چاہئے۔ انہوں نے کہا کہ تنظیم اسلامی کی دعوت پڑھے لکھے اور دانشور طبقے تک تو کسی حد تک پہنچ چکی ہے مگر عوام الناس اور علماء کے حلقہ میں دعوت ابھی تک نہیں پہنچ سکی۔ انہوں نے کہا کہ تنظیم اسلامی کی صف دوم کی قیادت کو زیادہ متحرک کر کے ملکی سطح پر متعارف کرانا چاہئے۔ ان کے بعد جناب عظمت ممتاز ثاقب، محمد اشرف ڈھلوں، جناب شمس العارفین، نعیم اختر عدنان، انجینئر نوید احمد، مرزا ایوب بیگ، ڈاکٹر طاہر خان خاکوانی، حافظ خالد شفیع، جناب اعجاز لطیف، جناب پروفیسر خان محمد، حاجی اللہ بخش، جناب اقبال حسین، جناب غلام محمد سومرو اور غلام مرتضیٰ اعوان نے اظہار خیال کیا۔

۲۸/ اکتوبر کے دن کا آغاز حسب معمول ڈاکٹر عبدالسمیع صاحب کے تربیتی نوعیت کے درس سے ہوا۔ درس کے بعد مطالعہ لٹریچر کا پروگرام تھا۔ امیر محترم ناسازیٔ طبع کے باعث اس پروگرام کے لئے تشریف نہ لا سکے۔ ان کی عدم موجودگی میں برادرم حافظ عاکف سعید نے "تعارف تنظیم اسلامی" نامی کتابچے کے آخری باب کا مطالعہ کروایا۔ وقفے کے بعد کے سیشن میں محترم جناب عاکف سعید ہی نے اپریل ۹۵ء کے مشاورتی اجلاس کی کارروائی تحریری شکل میں پڑھ کر سنائی۔ بعد ازاں اپریل ۹۷ء میں مرکزی مجلس مشاورت سے امیر تنظیم اسلامی کے خطاب کی آڈیو کیسٹ سنوائی گئی۔

بعد نماز عصر جناب عبدالسمیع کا درس قرآن ہوا جبکہ مغرب کے بعد امیر محترم مدظلہ نے ستمبر میں منعقدہ شوریٰ کے اجلاس میں کئے گئے اپنے خطاب کے اہم نکات کو دہراتے ہوئے فرمایا کہ "امیر تنظیم اسلامی کے جانشین کے تعین کے لئے اپریل ۹۵ء میں منعقد ہونے والا مشاورتی اجتماع اس سلسلے کی پہلی کڑی تھا۔ اسی سلسلے کی دوسری

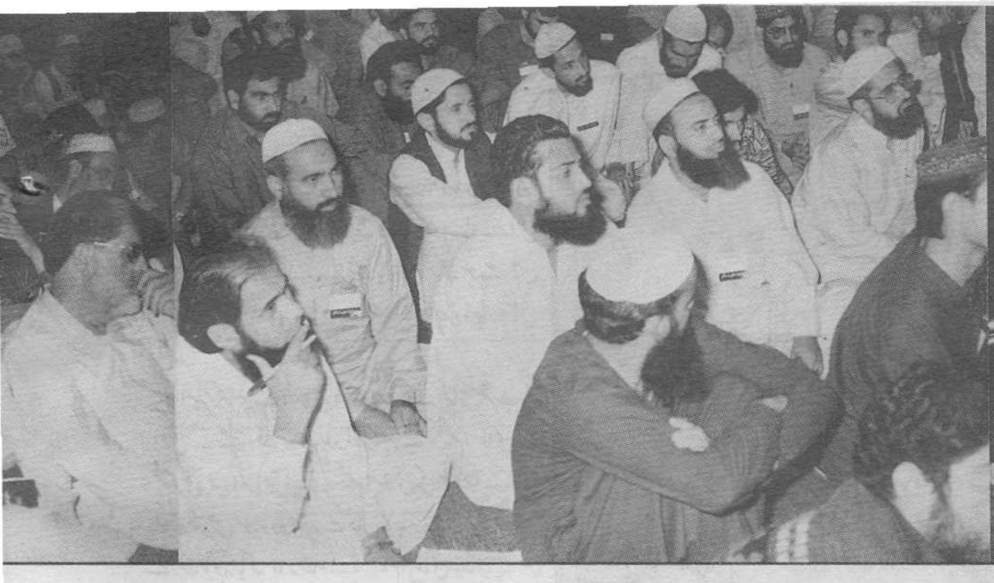

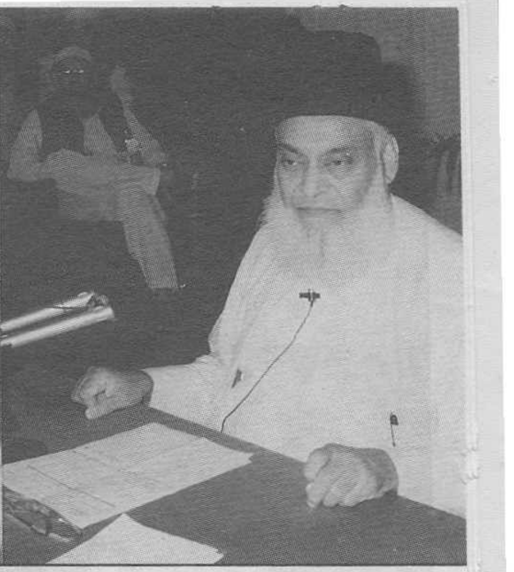

کڑی اپریل ۹۷ء کا تربیتی و مشاورتی اجتماع تھا جبکہ موجودہ اجتماع اس سلسلے کی تیسری اور تکمیلی کڑی کی حیثیت رکھتا ہے"۔ امیر محترم مدظلہ نے رفقاء کو اپنی قلبی کیفیات و جذبات پر مشتمل ایک مختصر مگر نہایت جامع تحریر بھی پڑھ کر سنائی جو قبل ازیں گزشتہ اجلاس شوریٰ میں پڑھی جا چکی تھی۔ امیر محترم نے اپنے گزشتہ دورۂ امریکہ کے دوران تنظیم اسلامی کی مرکزی ٹیم کی کارکردگی پر اطمینان کا اظہار کرتے ہوئے توسیعی مجلس مشاورت میں اظہار خیال کرنے والے رفقاء میں سے جناب اقتدار احمد مرحوم کے صاحبزادے رشید ارشد اور جناب جمشید رضا گجر کا بطور خاص تذکرہ فرمایا۔ امیر محترم مدظلہ نے جمشید رضا گجر کی موثر خطابت اور شعلہ بیانی کو خصوصی طور پر سراہا۔ امیر محترم نے فرمایا کہ ہمیں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہئے کہ اس نے ہمارے رفقاء کو حق بات کہنے کی اور ہمیں اسے سننے کی توفیق عطا فرمائی۔ ڈاکٹر صاحب نے فرمایا کہ ہمارے لئے یہ اطمینان اور خوشی کی بات ہے کہ تنظیم اسلامی کا قافلہ اپنی طے کردہ منزل کی جانب محو سفر ہے۔ اس پر ہمیں ... دل سے اللہ کا شکر ادا کرنا چاہئے۔ دعوت و اقامت دین کی جدوجہد میں ایک دوسرے سے شکوہ و شکایت کا پیدا ہونا فطری امر ہے۔ چنانچہ جس شخص میں خلوص و اخلاص زیادہ ہوتا ہے' اسی نسبت سے اس کے اختلاف رائے میں بھی بالعموم شدت کا عنصر ہوتا ہے' لہٰذا اجتماعی جدوجہد میں ساتھیوں کے مابین "غل" کا پیدا ہو جانا طبعی' فطری اور لازمی و لابدی امر ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن میں دو جگہ فرمایا گیا کہ جنت میں داخلہ کے وقت اہل ایمان کے دلوں سے دنیا میں پیدا ہو جانے والی کدورت نکال دی جائے گی۔ بغیر رنجش اور باہمی کدورت کے اجتماعی زندگی کا کہیں کوئی تصور موجود نہیں ہے۔ چنانچہ کامیابی کا دار و مدار اس صورتحال سے عمدہ طریقے سے عہدہ برا ہونے میں ہے۔ امیر محترم نے فرمایا کہ اگر ہم سے دین کی خدمت کے حوالے سے کوئی اچھا کام ہوا ہے تو اس پر اگر عجب اور غرور کا احساس ہے تو یہ انتہائی مہلک شے ہے' ہمیں ہر وقت یہ بات اپنے ذہن میں رکھنی چاہئے کہ خیر اور بھلائی اللہ کی جانب سے ہے اور کوتاہی اور غلطی ہمارے نفس کی شرارت ہے۔

ہمارا طرز عمل اس شعر کا مصداق ہونا چاہئے کہ ؎

"ایں سعادت بزور بازو نیست ۔ تا نہ بخشد خدائے بخشندہ"۔ رفقاء کے اظہار خیال پر تبصرہ کرتے ہوئے امیر محترم نے فرمایا: تنظیم اسلامی کا قیام اور اس کا استحکام' فرائض دینی کا جامع تصور' منہج انقلاب نبویؐ کے ساتھ ساتھ تنظیم اسلامی کے لئے بیعت کی منصوص' ماثور اور مسنون اساس اختیار کرنا اور پھر اس بنیاد پر تنظیم کے نظم کو چلانا سب کچھ اللہ تعالیٰ کے خصوصی فضل و کرم کا مظہر ہے۔ منبع و سرچشمہ ایمان و یقین' قرآن حکیم کی جانب لوگوں کو متوجہ کرنے کی توفیق اللہ نے ہمیں عطا فرمائی' ہم نے معاشی حوالے سے نقد کے ساتھ ساتھ زمین کے سود کو بھی ڈنکے کی چوٹ واضح کیا ہے جبکہ مولانا مودودیؒ کے ہاں اس حوالے سے کافی کمی نظر آتی ہے۔ ملکی سیاست پر وقتاً فوقتاً غیر جانبدارانہ تبصرے بھی اسی فضل خداوندی کا مظہر ہیں۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے ہمیں عالمی حالات اور تاریخی عمل کا شعور بھی عطا کیا ہے۔ سب سے بڑھ کر یہ کہ ہم نے اپنے اسلاف کے ساتھ اپنا ربط و تعلق برقرار رکھا ہے' یہ سب کچھ عطائے پروردگار ہے۔ چنانچہ ہر رفیق خلوت اور جلوت میں اللہ کا تقویٰ اختیار کرے' کوئی ناراض ہو یا راضی رہے ہر حال میں عدل و انصاف کی بات کی جائے اور فقر ہو یا غنیٰ' میانہ روی کا طریق ملحوظ رکھا جائے۔ امیر محترم نے فرمایا ہوائے نفس' مال کی محبت اور اپنے آپ کو بڑی شے سمجھنا ہلاکت و بربادی کا موجب بنتا ہے۔ ہمیں تنظیمی سطح پر اللہ تعالیٰ نے جو کامیابیاں عطا فرمائی ہیں یہ سب کچھ تدریج کا مظہر ہے چنانچہ تاریخ کے بہاؤ میں اللہ کی مشیت اور تدبیر کو بڑی اہمیت حاصل ہے اور ہماری یہ کامیابیاں درحقیقت مشیت ایزدی کا مظہر ہی تو ہیں۔

امیر محترم نے فرمایا کہ کسی داعی کی دعوت پر وجود میں آنے والی جماعت میں خیر اور بھلائی کا سرچشمہ بھی داعی کی ذات ہوتی ہے اور نقص اور کمی کا سبب بھی وہی ہوتا ہے۔ رفقاء تنظیم "کم کوش تو ہیں لیکن یہ بات باعث اطمینان ہے کہ بے ذوق نہیں راہی" کے مصداق دین کی دعوت و اقامت کی جدوجہد میں جڑے ہوئے ہیں۔ اس تناظر میں امیر تنظیم اسلامی اور رفقاء تنظیم کو ایک ناقابل تقسیم وحدت کی حیثیت حاصل ہے۔ تنظیم اسلامی کی کوتاہیوں کے بارے میں امیر محترم نے فرمایا کہ یہ بات درست ہے کہ ہم "تبلیغی جماعت کا تقویٰ و تدین اور جماعت اسلامی جیسی حرکت" اپنے رفقاء میں پیدا نہیں کر سکے۔ اگرچہ ہمیں مظاہر تقویٰ اور حقیقت تقویٰ میں فرق ملحوظ رکھنا ہو گا۔ دین کی دعوت و اقامت کی جدوجہد کے پہلو بہ پہلو

ڈاکٹر عبدالخالق لاہور' اختر ندیم کراچی' عطاء الرحمٰن اور ظفر خان نیویارک' ڈاکٹر فرخ لاس اینجلس' اعجاز لطیف کراچی' مرزا ایوب بیگ لاہور' غلام مرتضیٰ اعوان اسلام آباد' پروفیسر خان محمد فیصل آباد' انجینئر نوید

ہمیں فرائض کی پابندی اور حرام سے کلی اجتناب کرنا ہو گا' اسی سے حقیقی تقویٰ پیدا ہو گا۔ ڈاکٹر صاحب نے فرمایا کہ برعظیم میں اسلام کے انقلابی فکر کی تجدید علامہ اقبال نے کی' اگرچہ علامہ اقبال کی ذاتی زندگی میں دینی اعتبار سے عملی سطح پر کافی کمی موجود تھی۔ اقبال کے فکر کی تعمیل کی پہلی کوشش مولانا ابوالکلام آزاد مرحوم نے کی' مولانا دینی زندگی کے اعتبار سے علامہ اقبال سے ایک قدم آگے تھے کہ باقاعدہ جمعہ و عیدین کے خطبات بھی ارشاد فرماتے تھے۔ جبکہ اسی سلسلے کی دوسری کوشش مولانا مودودیؒ نے کی۔ مولانا مودودی' علامہ اقبال اور مولانا ابوالکلام آزاد کی نسبت عملی زندگی میں دین سے زیادہ قریب تھے۔ اس طرح گویا ایک تدریج ہمیں اس معاملے میں نظر آتی ہے۔ تیسری کوشش امیر تنظیم اسلامی کی ہے جبکہ چوتھی کوشش میں اگلی نسل کے ہاتھوں اگر اللہ نے چاہا تو اس کا تکمیلی مرحلہ آجائے گا۔ امیر محترم نے فرمایا کہ اگرچہ ہم تبلیغی جماعت میں موجود تقویٰ اور تدین اور جماعت اسلامی کی حرکت کے مقصد کو حاصل نہیں کر سکے مگر چونکہ ہم دونوں اوصاف کو جمع کرنا چاہتے ہیں اور اس میں بحمد اللہ ہمیں کسی قدر کامیابی بھی حاصل ہوئی ہے' اس لئے جامعیت کی نسبت سے وسعت اور پھیلاؤ میں کمی فطری ہے۔ لہٰذا موجودہ تدریجی رفتار سے ہٹ کر کوئی غیر معمولی اونچی چھلانگ لگانا ہمارے لئے ممکن بھی نہیں تھا۔

امیر محترم نے فرمایا کہ ہمیں منکرات سے مکمل طور پر اجتناب کرنا ہو گا اور اس حوالے سے موجود کمی کو دور کرنے کے لئے جرات مندانہ فیصلے کرنے ہوں گے۔ البتہ "تقرب بالفرائض اور نوافل" کی نسبت و تناسب کو ملحوظ خاطر رکھنا ضروری ہو گا۔ امیر محترم نے تنظیم کے نوجوان اور جونیئر رفقاء کو ہدایت کی کہ وہ تنظیم کے بزرگوں اور متقدمین کا ہر وقت ادب و احترام ملحوظ خاطر رکھیں۔ اس لئے کہ "باادب بانصیب' بے ادب بے نصیب" والی بات حکمت پر مبنی ہے۔ قرآن سے تعلق کی اہمیت کو اجاگر کرتے ہوئے امیر محترم نے فرمایا کہ قرآن مجید کو تدبر کی سطح پر پڑھے بغیر بھی "تذکر" حاصل کیا جا سکتا ہے۔

۲۹/ اکتوبر کو ڈاکٹر عبدالسمیع صاحب کے معمول کے درس قرآن اور مطالعہ لٹریچر و چائے کے وقفہ کے بعد "جانشین" کے مطلوبہ اوصاف کی وضاحت کی غرض سے تنظیم کے بزرگ رفقاء میں سے جناب سید سراج الحق صاحب' قمر سعید قریشی' جناب شیخ جمیل الرحمٰن کے علاوہ معتمد تنظیم چودھری غلام محمد' جناب الطاف حسین' میجر (ریٹائرڈ) فتح محمد' سید نسیم الدین اور محمد اشرف وصی کو اظہار خیال کی دعوت دی گئی۔ اس حوالے سے تنظیم اسلامی لاہور کے بزرگ رفیق جناب ڈاکٹر عثمان کی تحریر بھی پڑھ کر سنائی گئی۔ جناب چودھری غلام محمد نے انتہائی مختصر لیکن جامع انداز میں اظہار خیال کرتے ہوئے کہا کہ جانشین کا سب سے پہلا وصف تنظیم کے فکر سے مکمل ہم آہنگی ہے' جانشین یا مستقبل کے امیر میں اجتہادی بصیرت کا وصف بھی بدرجہ اتم ہونا ضروری ہے۔ اسے قرآن سے نہ صرف گہری مناسبت حاصل ہو بلکہ وہ اس کے اظہار و بیان کی صلاحیت کا بھی حامل ہو اور اسے قوت فیصلہ اور انتظامی شعور کی اہلیت سے بھی بہرہ ور ہونا چاہئے۔

امیر حلقہ سرحد میجر (ر) فتح محمد نے کہا کہ مطلوبہ شخص فکری لحاظ سے یکسوئی اور پختگی کی حامل ہو' بروقت فیصلہ کرنے کی اہلیت کا حامل ہو' رفقاء کے احساسات و جذبات کو مد نظر رکھنے والا ہو' پیش آمدہ معاملات کی پیش بندی کر سکتا ہو' خطابت اور تقریر کی صلاحیت کا حامل بھی ہو۔

سید نسیم الدین نے کہا کہ آئندہ امیر کو یہ سہولت ہو گی کہ اسے تنظیم سازی کا کٹھن کام نہیں کرنا پڑے گا بلکہ تنظیم کی گاڑی کو پٹڑی پر برقرار رکھتے ہوئے اصل ہدف کی طرف مہارت اور عمدگی سے چلانا ہو گا۔ امیر ایسا شخص ہونا چاہئے جو اپنے کردار کے ذریعے دوسروں پر اثر انداز ہو سکے اور امیر کے منصب کے لئے دیگر ضروری صلاحیتوں کا حامل ہو۔ جناب محمد اشرف وصی نے جانشین کے اوصاف کی وضاحت کرتے ہوئے کہا کہ تنظیم کے آئندہ امیر کی اہم ترین صفت داعی اول ہی کی طرح "قوت بیانیہ" ہونی چاہئے۔ مطلوبہ شخصیت یا تنظیم اسلامی کا آئندہ امیر فعال' متحرک' محرک' اور قوت فیصلہ جیسے اوصاف کا حامل ہو' گویا تنظیم اسلامی کا مستقبل کا امیر "جاندار" ہونا چاہئے۔

امیر محترم کے قدیمی ساتھی اور تنظیم اسلامی کے بزرگ رفیق جناب شیخ جمیل الرحمٰن نے جانشین کی صفات بیان کرتے ہوئے کہا کہ ایسا شخص قرآن سے گہری' قلبی و ذہنی مناسبت کا حامل ہو' خطابت و امامت کی اہلیت رکھتا ہو' قرآن حکیم کو عمدگی سے پڑھنے پر قادر ہو' عربی اور انگریزی زبانوں سے آشنا ہو' نرم گفتار اور شیریں مزاج کے ساتھ ایثار و قربانی کے جذبات رکھنے والا ہو۔ تحریر و تقریر پر یکساں قدرت رکھتا ہو' علاقائی' ملکی اور بین الاقوامی

جی' جناب اللہ بخش سرگودھا' ڈاکٹر طاہر خاکوانی ملتان' حافظ خالد شفیع رحیم یار خان' ممتاز ثاقب اسلام آباد' شمس العارفین گوجرانوالہ' اقبال حسین لاہور اور جناب محمد فہیم تیمر گرہ اظہار خیال کرتے ہوئے

سیاست کے اسرار و رموز پر بھی نگاہ رکھتا ہو۔

مولانا مظفر حسین ندوی نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے امیر تنظیم اسلامی کو گوناگوں خوبیوں سے نوازا ہے' اللہ تعالیٰ لازماً اپنے دین کی مدد اور حفاظت فرماتا ہے۔ چنانچہ جو اہم شخص دنیا سے رخصت ہو جاتا ہے اس کا بدل اگرچہ مشکل ہی سے ملتا ہے مگر اس کے باوجود اللہ تعالیٰ اپنے دین کی مدد و نصرت کے لئے ایسی شخصیات مہیا فرماتا رہتا ہے' جن کی

نائب امیر تنظیم اسلامی' جناب ڈاکٹر عبدالخالق' امیر تنظیم اسلامی کی عدم موجودگی میں اجلاس کی صدارت کرتے ہوئے

زمانہ کے لحاظ سے ضرورت ہوتی ہے۔ ہمیں خلوص نیت کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے بھی دعا کرنا چاہئے کہ ہماری تنظیم کی قیادت کے لئے امیر محترم مدظلہ کے بعد موزوں شخص عطا فرمادے۔ مولانا نے فرمایا کہ جانشین کا تقرر اچھی بات ہے تاکہ بعد میں کوئی مسئلہ کھڑا نہ ہو جائے۔ ان شاء اللہ تنظیم کے افراد میں سے باصلاحیت شخص مل جائے گا۔

مولانا مظفر حسین ندوی نے فرمایا کہ مطلوبہ شخص بلند نگاہ کا حامل ہو' مالی معاملات میں کفایت شعار ہو' محنتی اور سخت کوش ہو' تعلق مع اللہ کا عملی پیکر ہو اور سب سے بڑھ کر "سخن دلنواز اور جان پر سوز" طبیعت کا مالک ہو۔ مولانا نے تجویز پیش کی کہ آخری چناؤ میں قرعہ اندازی سے بھی کام لیا جاسکتا ہے۔

ڈاکٹر محمد عثمان نے ان اوصاف کو یوں گنوایا' غلبہ دین کی عظیم تحریک کا امیر' قیادت کا اہل اور صاحب تقویٰ ہو' کتاب الٰہی کا عالم اور شریعت کی پیروی کرنے والا اور اس کی محافظت کرنے والا ہو' قوت فیصلہ کی صلاحیت کا حامل ہو' امارت کے منصب کے حوالے سے بارعب شخصیت رکھتا ہو' بدعات سے متنفر اور بیزار ہو۔

جناب قمر سعید قریشی نے فرمایا "جانشین پچاس سال سے کم عمر کا حامل ہو' تعلیم یافتہ اور معاشی لحاظ سے مستحکم پوزیشن رکھتا ہو۔ قرآن و حدیث کے ساتھ ساتھ دیگر مکاتب فکر کے نقطہ نظر سے بھی واقفیت رکھتا ہو' تسلیم و رضا کی خو رکھنے والا' منکسر المزاج اور تنظیم کے فکر اور طریقہ کار سے گہری مناسبت کا حامل ہو۔ جانشین کا انتخاب لازماً توسیع مجلس عاملہ کے اراکین ہی میں سے ہو' طبقہ "Hawks" میں سے ہو تو زیادہ موزوں ہوگا۔ جانشین کے انتخاب کے وقت یہ بات بھی مدنظر رکھنی چاہئے کہ اگر نیکیاں اور اوصاف مساوی نظر آئیں تو قرابت دار کو ترجیح دی جانی چاہئے۔

سید سراج الحق نے اپنے موضوع کو یوں سمیٹا کہ "اچھا مقرر ہو' وگرنہ اچھی تحریری صلاحیت کا حامل ہو' تنظیم کی فکر اور پالیسی کی ہمہ وقت اور ہمہ جہت پابندی کرنے والا ہو' نرمی اور خوش مزاجی کے ساتھ ساتھ سختی کرنے والا بھی ہو' کفایت شعار ہو' خود بھی مالی ڈسپلن کا پابند ہو اور نظم و نسق نافذ بھی کرسکتا ہو' دینی تعلیم اور جدید تعلیم کے امتزاج کا حامل ہونا چاہئے۔ قائدانہ صلاحیت کا حامل اور مختلف و متنوع صلاحیتوں کا مالک ہو۔ مربی' مزکی اور بااخلاق ہو۔

تنظیم اسلامی سکھر کے امیر جناب غلام محمد سومرو کو اچانک سرکاری مصروفیات کی بنا پر واپس سکھر جانا پڑ گیا۔ چنانچہ جانشین کے اوصاف کے بارے میں موصوف کی تحریر ان کے چھوٹے بھائی احمد صادق سومرو نے پڑھ کر

بزرگ رفیق جناب سراج الحق سید صاحب جو علالت کے باوجود امیر تنظیم کی خواہش پر کراچی سے تشریف لائے' جانشین کے مطلوبہ اوصاف پر روشنی ڈالتے ہوئے

سنائی۔ انہوں نے بتایا کہ تنظیم اسلامی کا جانشین علمی و جسمانی اعتبار سے موزوں اور رافت و رحمت کا پیکر ہو' درس قرآن کی صلاحیت کا حامل اور حکمت و دانائی سے بہرہ ور ہو' تنظیم اسلامی کے ملتزم رفقاء کی سہ ماہی رپورٹ میں درج کردہ معیار پر پورا اترتا ہو اور تنظیم اسلامی کے پیش

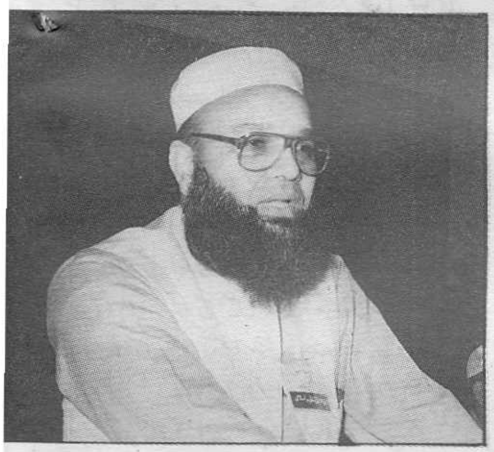

ڈاکٹر عبدالسمیع' جنہوں نے دوران اجتماع منتخب نصاب نمبر ۲ کے دروس کی ذمہ داری عمدگی سے نبھائی' درس دیتے ہوئے

نظر مقاصد اور اہداف کو حاصل کرسکنے کی صلاحیت رکھنے والا ہو۔

(جاری ہے)

مولانا مظفر حسین ندوی' سید نسیم الدین' جناب الطاف حسین' چوہدری غلام محمد' میجر (ر) فتح محمد' احمد صادق سومرو اور محمد اشرف وصی' جانشین کے مطلوبہ اوصاف کی وضاحت کرتے ہوئے

شکست کی صورت میں اپنی غلطی اور کمزوری کو تسلیم کرنے کی بجائے عذر تراشنا ہمارا قومی وطیرہ ہے

نواز شریف صاحب! آپ کے اصل دشمن صدر، چیف جسٹس اور بے نظیر نہیں بلکہ غربت، جہالت اور بے روزگاری ہیں

وزیراعظم ایسے لوگوں کے نرغے میں آچکے ہیں جن کا پیشہ ہی حکمرانوں کی مدح سرائی، چاپلوسی اور خوشامد ہے

مرزا ایوب بیگ، لاہور

پاکستان کرکٹ ٹیم کے کپتان وسیم اکرم نے کہا ہے کہ آزادی کپ میں ان کی شکست کی اصل ذمہ دار گراؤنڈ میں پڑنے والی شبنم تھی۔ انہوں نے کہا کہ شبنم کی وجہ سے گیند گیلی ہو جاتی، جس سے بالر اور فیلڈر کو گیند پر گرفت مضبوط کرنے میں دقت ہوتی تھی۔ لیکن وہ یہ دلیل پیش کرتے ہوئے بالکل بھول گئے کہ جنوبی افریقہ اسی ٹورنامنٹ میں شبنم کو روندتے ہوئے پاکستان کو شکست فاش دے چکا ہے۔ پاکستان پیپلز پارٹی کی چیئرپرسن محترمہ بے نظیر بھٹو کہتی ہیں کہ ۱۹۹۷ء کے انتخابات انجینئرڈ تھے اور ہمیں منصوبہ بندی سے ہروایا گیا۔ وزیراعظم نواز شریف کے قریبی ذرائع کہتے ہیں کہ عدلیہ سے جنگ میں حکومت حق پر تھی اور ایک شخص کی ضد اور ہٹ دھرمی کی وجہ سے کیونکہ پورا نظام خطرے میں پڑ گیا تھا، چنانچہ ہم نے ملکی مفاد میں شکست کو گلے لگایا ہے۔ وہ شاید یہ کہنا چاہتے تھے کہ یہ شکست شرمناک تو ہو سکتی ہے عبرت ناک نہیں اور شرم چونکہ جنم لیتی ہے غیرت و حمیت سے اور حمیت کو خاندان تیمور نے کب کا عاق کر دیا ہوا ہے اور اب تیموری وراثت میں صرف اقتدار و اختیار رہ گیا ہے جس کے ہم جائز حقدار ہیں اور ہمیں اپنے اس حق کی حفاظت کرنی ہو گی، ہر حال میں اور ہر قیمت پر۔ پھر چونکہ بہت سے غیر جانبدار مہربان کالم نویسوں نے اسے شکست فاتحانہ قرار دیا ہے لہٰذا ہمارے عظیم قائد نے مزید پے در پے شکست ہائے فاتحانہ سے دوچار ہونے کا عزم مصمم کر لیا ہے اور توہین عدالت کے ضمن میں غیر مشروط معافی بھی اسی سلسلہ کی ایک اہم کڑی ہو گی اور یہ اقتدار کی دیوی کے چرنوں میں میاں صاحب کی جانب سے ایک حقیر نذرانہ ہو گا۔ بہرحال یہ سب کچھ قومی خدمت کے اس جذبے کے تحت ہو گا جو میاں صاحب کے رگ و پے میں موجزن ہے۔ قریبی ذرائع نے دعویٰ کیا ہے کہ حال ہی میں عدلیہ سے تنازعہ کے حوالہ سے جو کچھ ہوا ہے اس سے میاں صاحب کے سیاسی سماجی اور اخلاقی قد و قامت میں بے تحاشہ اضافہ ہوا ہے۔ علاوہ ازیں اس سے شکست خوردہ عناصر کی امیدوں اور خواہشوں پر وہی اوس پڑی ہے جس نے وسیم اکرم کو چاروں خانے چت گرایا ہے۔

جہاں تک وسیم اکرم کے عذر لنگ کا تعلق ہے ہم اسے اس لئے زیر بحث لانا پسند نہیں کریں گے کہ کھیل کھیل ہے اور ہار جیت اس کا ایک حصہ ہے، پھر آزادی کپ ہارنے سے پاکستان کا مستقبل تاریک ہو گا اور نہ ہی آزادی کپ کی جیت پر پاکستان کے درخشاں مستقبل کا انحصار تھا لیکن اس کا ذکر اس لئے ضروری تھا کہ قارئین "ندائے خلافت" کے سامنے یہ بات آ سکے کہ شکست کی صورت میں اپنی غلطی اور کمزوری کو تسلیم کرنے کی بجائے عذر تراشنا ہمارا قومی وطیرہ ہے۔ جب بے نظیر یہ کہتی ہیں کہ الیکشن میں بڑی دھاندلی ہوئی تو یہ وہی وسیم اکرم والا طرز عمل ہے اور چونکہ بے نظیر بھی اب ہماری سیاسی تاریخ کا گمشدہ باب بن چکی ہیں لہٰذا ان کو بھی موضوع گفتگو بنانا فائدے سے خالی محسوس ہوتا ہے لیکن قابل ذکر بات یہ ہے کہ وسیم اکرم اور بے نظیر عذر تو اگرچہ تراش رہے ہیں اپنی شکست سے انکاری نہیں اور نہ اسے شکست فاتحانہ قرار دے رہے ہیں، جب کہ ہمارے حاکم جن کے ہاتھوں میں اس وقت پاکستان کے مقدر کی باگ ڈور ہے بری طرح ان لوگوں کے گھیرے میں آ چکے ہیں جو خوشامد اور چاپلوسی کے ماہر ہیں اور شاہ سے زیادہ شاہ کے وفادار ہیں اور اس وقت تک چین سے نہیں بیٹھتے جب تک ان کا ممدوح گھر تک نہ پہنچ جائے۔ ایسے لوگ ڈھنڈورا پیٹ رہے ہیں کہ سرے سے کوئی غلطی ہی سرزد نہیں ہوئی اور عدلیہ سے تنازعہ تو ایسی باد مخالف ثابت ہوئی ہے جس سے عقاب کی پرواز اور بلند ہو گئی ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں حاکموں کی مدح سرائی جن کا پیشہ ہے اور وہ حاکموں کو اتنی بلندی پہ لے جاتے ہیں کہ پھر انہیں نیچے دیکھنے سے خوف محسوس ہوتا ہے۔ پھر یہ حاکموں کا خوف کیش کرواتے رہتے ہیں اور جب انہیں محسوس ہوتا ہے کہ حاکموں کی کشتی گرداب میں بری طرح پھنس گئی ہے اور کوئی بڑا طوفان آیا ہی چاہتا ہے تو یہ کشتی سے چھلانگیں لگا کر اپنا راستہ الگ کر لیتے ہیں اور کچھ ہی وقت گزرے یہ اپنے سابقہ ممدوح کے بدترین دشمن سے شانہ ملائے چلتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ ہم جانتے ہیں کہ صحافتی دنیا میں ہماری حیثیت بونوں کی سی ہے اور چھوٹوں کو دیکھنے کے لئے گردن جھکانی پڑتی ہے اور گردن جھکا لینا بڑوں کی شان کے خلاف ہے لیکن پھر بھی کیونکہ ایک فرمان نبویؐ کے مطابق آئمۃ المسلمین کے لئے حق نصیحت ادا کرنے کی ہدایت موجود ہے چنانچہ حکومت کے بعض عجلت پسندانہ اقدامات کا جائزہ لیتے ہوئے ہم اس کی خدمت میں بعض گزارشات پیش کرنا اپنا قومی و دینی فریضہ سمجھتے ہیں۔

میاں محمد نواز شریف نے وزارت عظمیٰ کا حلف اٹھانے کے چند روز بعد قوم سے خطاب کرتے ہوئے بعض بنیادی فیصلوں کا اعلان کیا۔ کابینہ سازی سے پہلے ایسے فیصلوں کا اعلان عام کر دینے کا مطلب یہ تھا کہ ان کا رجحان مشاورت کی طرف نہیں بلکہ ان کا میلان شخصی اقتدار کی طرف ہے۔ ان اعلانات میں ایک زوردار اعلان "قرض اتارو ملک سنوارو" مہم کا تھا لیکن قرض اتارنے کی اس مہم میں بھی سودی قرض لینے کی ایک شق شامل کر دی گئی۔ بعد ازاں I.M.F سے ڈیڑھ ارب کا قرض لینے سے اور کرنسی کی قیمت ریکارڈ کم کرنے سے قرض سنور گیا اور ملک مزید اقتصادی پستی میں اتر گیا۔ پھر احتساب احتساب کا شور و غوغا ہوا۔ وزیراعظم نے اپنے انتہائی قریبی دوست سینیٹر سیف الرحمٰن کو احتساب سیل کا چیئرمین مقرر کیا۔ اخباروں، ریڈیو اور ٹیلی ویژن پر زبردست پروپیگنڈا کیا گیا۔ ایک وقت تھا، یوں محسوس ہوتا تھا کہ سارا ملک احتساب کی زد میں آنے والا ہے۔ بڑے بڑے مگرمچھوں کو

پکڑنے کا دعویٰ کیا گیا۔ اربوں روپے وصول ہونے کی یقین دہانیاں کرائی گئیں۔ پھر بے نظیر بھٹو کے سوئس بنکوں میں اکاؤنٹ منجمد کرانے کا دھماکہ کیا گیا اور اس کارروائی پر سینیٹر سیف الرحمٰن کو شرلاک ہومز کا خطاب دیا گیا۔ ایک اطلاع کے مطابق احتساب سیل کی ان تمام کارروائیوں پر کروڑوں روپے خرچ ہو گئے لیکن اب معاملہ یوں ٹھپ ہو چکا ہے جیسے ملک میں احتساب کے نام پر کبھی کچھ ہوا ہی نہیں۔ نہ احتساب کوئی مسئلہ تھا اور نہ اس کی کوئی ضرورت تھی۔

چند ماہ قبل احتسابی کمیٹیاں قائم کرنے کا اعلان ہوا۔ ان کا مقصد سرکاری اہلکاروں کی کرپشن ختم کرنا اور انتظامیہ کی خرابیوں کو دور کرنا بتایا گیا تھا تاکہ وہ صحیح معنوں میں عوام کی خدمت کرے۔ احتسابی کمیٹیوں میں مسلم لیگ کے ورکروں کو نامزد کیا گیا اور فیصل مسجد اسلام آباد میں ان سے حلف لینے کی تاریخ مقرر کر دی گئی۔ اخبارات میں حلف کی عبارت شائع ہو گئی۔ خود وزیراعظم نے احتسابی کمیٹیوں کے ارکان سے مسجد میں حلف لینا تھا لیکن مقررہ تاریخ سے چند روز قبل تقریب حلف برداری ملتوی کر دی گئی وہ دن گیا مگر آج تک کسی کو خبر نہیں ہوئی کہ ان کمیٹیوں کا کیا بنا۔ پاکستان کے آئین کے مطابق ہر دس سال بعد مردم شماری لازمی ہے۔ ۱۹۸۱ء میں آخری مردم شماری ہوئی تھی اس لحاظ سے ۱۹۹۱ء کے بعد مردم شماری کا نہ ہونا آئین سے انحراف تھا۔ مردم شماری کے لئے یکم اکتوبر سے ۱۸/اکتوبر ۱۹۹۷ء تک کی تاریخ طے کر دی گئی۔ خانہ شماری کا ابتدائی کام وسط ستمبر تک مکمل ہو چکا تھا کہ یکم اکتوبر سے پہلے اچانک اسے مارچ ۱۹۹۸ء تک ملتوی کر دیا گیا حالانکہ ابتدائی کام پر اچھی خاصی رقم خرچ ہو چکی تھی جو ضائع ہو گئی۔ اندرون خانہ خبر رکھنے والوں کا دعویٰ ہے کہ مارچ ۹۸ء میں بھی مردم شماری نہیں ہو سکے گی حکومت کے اپنے حلیف اس معاملے میں کبھی متفق نہیں ہو سکیں گے۔ صنعتی پہیے کے جام ہونے کی تمام ذمہ داری بے نظیر حکومت پر ڈالی گئی اور صنعتی پیداوار میں اضافے کے لئے متعدد مراعات اور پیکج دیئے گئے۔ ٹیکسوں میں چھوٹ دی گئی لیکن صنعت کا پہیہ حرکت میں نہیں آرہا۔ تیرھویں اور چودھویں ترامیم کے ذریعے وزیراعظم کی ذات کو فیصل آباد کا گھنٹہ گھر بنا دیا گیا۔ مضحکہ خیز بات یہ ہے کہ صدر پاکستان اب بھی پاکستان کی بری، بحری اور فضائی افواج کے سپریم کمانڈر ہیں لیکن کمانڈر انچیف کا تقرر اب وزیراعظم کے اختیار میں ہے۔ انسداد دہشت گردی کے قانون کو ایسے نسخہ کیمیا کے طور پر پیش کیا گیا جیسے اس قانون کے لاگو ہوتے ہی دہشت گرد قربانی کے جانوروں کی طرح خود بخود مذبح خانے کی طرف رواں دواں ہو جائیں گے۔ لیکن دہشت گردی کسی قدر کم سہی لیکن بہرحال ابھی جاری ہے۔ اب نئے قانون میں بھی ترمیم ہو رہی ہے۔ گولڈن ہینڈ شیک اور ڈاؤن سائزنگ کا بڑے دھوم دھڑکے سے اعلان کیا اور اسے پاکستان کی بیمار معیشت کی صحت یابی کے لئے ناگزیر قرار دیا گیا۔ اس کی اہمیت افادیت اور ضرورت پر لمبے چوڑے لیکچر دیئے گئے۔ یوں محسوس ہوتا تھا جیسے جونہی گولڈن ہینڈ شیک اور ڈاؤن سائزنگ کا عمل مکمل ہو گا پاکستان ایشین ٹائیگر بن جائے گا۔ لیکن اچانک چند روز قبل ایک کیبنٹ میٹنگ میں حکومت پر یہ منکشف ہوا کہ بغیر متبادل روزگار فراہم کئے ڈاؤن سائزنگ زیادتی ہو گی۔ گولڈن ہینڈ شیک سے بھی افراط زر پر قابو پانے میں مشکل پیش آئے گی۔ جس سے مہنگائی اور بیروزگاری میں مزید اضافہ ہو گا۔ خارجہ امور میں افغانستان کے مسئلہ سے جان چھڑانے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ پاک بھارت تعلقات کا معاملہ انتہائی نازک اور حساس ہے اور ہماری تمام سابقہ حکومتیں اس معاملے میں بڑی محتاط رہیں لیکن موجودہ حکومت نے بلاسوچے سمجھے انتہائی غیر دانشمندانہ انداز میں بغیر کسی منصوبہ بندی کے اچھے اور دوستانہ تعلقات کے لئے بے ہنگم چھلانگیں لگانی شروع کر دیں۔ اور اپنے مد مقابل یعنی بھارتی وزیراعظم کے حسن سلوک اور نفاست پرستی کے گیت گانے شروع کر دیئے اور کشمیر کے مسئلہ کا مذاکرات کے ذریعے حل نکلنے کی عوام کو توقعات دلا دیں لیکن جب بھارت نے اپنی روایتی ہٹ دھرمی اور پاکستان کی گرم جوشی کے جواب میں انتہائی سرد مہری کا مظاہرہ کیا تو بھارت کے معاملے میں پالیسی بدلنے کا نیم دلانہ اعلان کر دیا۔ آج کل پاک بھارت دوستی کا ذکر بھی سننے میں آرہا۔ گزشتہ نو ماہ میں حکومت کی طویل ناکامیوں کی یہ ایک نا مکمل فہرست ہے۔ اس تجزیہ کا حاصل یہ ہے کہ حق نصیحت ادا کرتے ہوئے حکومت کو چند مشورے دیئے جائیں۔

i) محترم وزیراعظم کی خدمت میں پہلی گزارش یہ ہے کہ ڈرائنگ روم میں اکبراعظم کی تصویر لگانے میں کوئی حرج نہیں لیکن خدارا اس کے انداز حکمرانی کو اپنے ذہن سے کھرچ ڈالیں۔ آج ننگی جمہوریت کا دور ہے اور جمہوریت کا صرف یہ مطلب نہیں کہ کس نے ووٹ زیادہ لئے ہیں۔ آج بیٹا باپ کے حکم کی تعمیل سے پہلے حکم کی توجیح چاہتا ہے' وہ دلیل مانگتا ہے۔ ہم جمہوریت جمہوریت کی رٹ لگائیں اور چاہیں کہ عوام چھوڑ خواص کو بھی جانوروں کی طرح جدھر چاہیں ہانک لیں۔

ii) آپ کچن کیبنٹ کے حصار کو توڑ کر اپنی مشاورت کے دائرے کو زیادہ سے زیادہ وسیع کریں ان لوگوں سے بھی رابطہ رکھنے کی کوشش کریں جو آپ کی جماعت میں ہونے کے باوجود آپ سے زیادہ ذہنی ہم آہنگی نہیں رکھتے۔

iii) غیر فطری اور انمل بے جوڑ قسم کے اتحادوں سے بالآخر نقصان ہوتا ہے بھلا مسلم لیگ اور اے این پی اور ایم کیو ایم میں کون سے قدر مشترک ہے۔ مسلم لیگ دائیں بازو کی اسلام پسند جماعت ہے جبکہ اے این پی کٹر سیکولر بلکہ لادین جماعت ہے۔ مسلم لیگ کالاباغ ڈیم کو پاکستان کی زندگی اور اے این پی اسے موت قرار دیتی ہے۔ کب تک منت سماجت سے کام چلایا جائے گا۔

iv) وزیراعظم خود کو حقیقتاً خاندانی کاروبار سے مکمل طور پر الگ کر لیں اور احتساب کے عمل کا آغاز اپنی ذات' خاندان اور قریبی ساتھیوں سے کریں۔

v) مردم شماری ہماری صرف آئینی ضرورت ہی نہیں بلکہ ہماری حقیقی اور واقعی ضرورت بھی ہے' جس ملک میں طویل عرصہ تک مردم شماری نہیں ہو گی وہاں مستقبل کی منصوبہ بندی کیسے ہو سکے گی اور مردم شماری کے لئے مختلف صوبوں اور مختلف عصبیتوں کے حامل لوگوں میں کبھی مکمل اتفاق رائے نہیں ہو سکے گا' اس کا جرات مندی سے فیصلہ آپ کو کرنا ہو گا۔

vi) بلاشبہ امریکہ پاکستان کی حکومتوں کی آمد و رفت میں اہم رول ادا کرتا ہے۔ ایوب خان' ذوالفقار علی بھٹو اور اس کی بیٹی بے نظیر اور ضیاء الحق یہ سب لوگ امریکہ کے بڑے لاڈلے تھے لیکن خود امریکہ نے اپنے مفادات کے حصول کے بعد ان سے آنکھیں پھیر لیں اور ان کے مخالفین کو شہ دے کر انہیں اقتدار سے الگ کر دیا لہٰذا امریکی آشیرباد پر تکیہ کرنا تباہ کن غلطی ہو گی۔

vii) بلدیاتی انتخابات کا مزید التوا بہت نقصان دہ ثابت ہو گا۔ عوام کی نچلی ترین سطح پر مضبوط رابطہ ان کی ضروریات اور ان کی تکلیفوں سے باخبر ہونے کے لئے اشد ضروری ہے۔ محلہ جاتی سطح پر حکومت کا رابطہ نہ ہونے سے خرابی پیدا ہوتی ہے اور حکومت سے نفرت کی بنیاد بن جاتی ہے۔

viii) ہر بڑے منصوبے سے پہلے مکمل غور و فکر اور وسیع مشورہ ہونا چاہئے۔ نفع و نقصان کا میزانیہ مرتب ہونا چاہئے اور پھر اپنے فیصلے پر ڈٹ جانا چاہئے۔

ix) افغان مسئلہ کی طوالت سے تنگ آجانا اور اس کے لئے اظہار بیزاری نقصان دہ ہے۔ افغانستان کی سلامتی پاکستان کی سلامتی کے لئے ناگزیر ہے۔ بھارت سے اچھے تعلقات قائم کرنے کی کوشش

خوش آئند ہے لیکن یہ ایک مکمل پیکج ہونا چاہئے۔ بھارت کی یہ خواہش رد کر دینی چاہئے کہ چند معاملات میں جزوی بہتری اور اصلاح کر لی جائے۔

x) محترم وزیر اعظم آخر میں اہم ترین بات یہ ہے کہ آپ کے تین دشمن ہیں جن سے نجات حاصل کرنی ہو گی لیکن یہ صدر' چیف جسٹس اور بے نظیر نہیں بلکہ یہ غربت' جہالت اور بے روزگاری ہیں' ان کا خاتمہ کیجئے عوام سب کو آپ کی دوستی اور اقتدار پر مجبور کر دیں گے۔

لیکن اگر حکومت جلد بازی میں فیصلے کرنے اور پھر پسپائی اختیار کرنے کے شغل میں مصروف رہی تو ظاہر ہے کہ ناکامی اس کا مقدر ہو گی لیکن اس حکومت کی ناکامی کے نتائج ماضی کی تمام حکومتوں سے مختلف ہوں گے۔ اس حکومت کو مثالی مینڈیٹ ملا اور لوگوں کی توقعات بہت زیادہ تھیں یا ہیں۔ لوگ اپنے مسائل کا حل چاہتے ہیں' انصاف کے طالب ہیں' امن چاہتے ہیں' انہیں اپنے جان مال اور عزت کی حفاظت درکار ہے' وہ چادر اور چار دیواری کو عملاً محفوظ دیکھنا چاہتے ہیں۔ وہ پولیس اور دوسرے سرکاری اہل کاروں کی چیرہ دستیوں سے نجات حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ مسائل اور مصائب کے انبار کے نیچے دبے ہوئے عوام نے نواز شریف کو مسیحا سمجھ کر ووٹ دیا تھا۔ وہ نتائج کے منتظر ہیں لہٰذا اگر مطلوبہ نتائج کسی سطح پر بھی حاصل نہ ہو سکے تو عوام کی مایوسی اور اس کا ردعمل مہلک اور تباہ کن ہو سکتا ہے۔ سسٹم انہیں عزیز ہو گا جو سسٹم سے مفادات حاصل کر رہے ہیں۔ دکھی عوام کو نہ جمہوریت سے محبت ہے نہ آمریت سے نفرت وہ سرکاری محکموں اور دفتروں میں اب مزید دھکے نہیں کھا سکتے۔ وہ اس فرسودہ اور گلے سڑے نظام پر لعنت بھیجتے ہیں' جو ان کے دکھوں کا مداوا نہیں کرتا۔ نواز شریف ان کی آخری امید ہے گو نو ماہ میں عوام کو خیر کی کوئی خبر نہیں ملی لیکن امید کے کچھ بندھن ابھی قائم ہیں شاید آج شاید کل۔

ہم بھی منہ میں زبان رکھتے ہیں

نعیم اختر عدنان

☆ پاکستان کو علامہ اقبال کی تعلیمات کا نمونہ بنانا ہمارا قومی فرض ہے۔ (صدر فاروق لغاری)

○ جسے ہم گزشتہ نصف صدی سے پورا نہیں کر رہے!

☆ پاکستان میں عورت کو جائیداد میں مرد کے برابر حصہ ملنا چاہئے۔ (ایک خاتون کا بیان)

○ محترمہ! اگر مل جائے تو شریعت کا مقرر کردہ آدھا ہی کافی ہے۔

☆ آئی ایس آئی فنڈ زکیس سے جماعت اسلامی نے بھی پچاس لاکھ لئے۔ (ایک خبر)

○ بلا تبصرہ ـــــ ہم اگر عرض کریں گے تو شکایت ہو گی۔

☆ اگنی میزائل بھارت کی اولین ترجیح ہے۔ (بھارتی وزیر دفاع)

○ اسے کہتے ہیں بغل میں چھری اور منہ میں "ناگ"

☆ دینی جماعتیں ہزار سال تک اقتدار حاصل نہیں کر سکتی۔ (حافظ محمد سعید)

○ کیا "الدعوۃ والارشاد" بھی!

☆ عدلیہ کے خلاف جو کچھ کیا گیا وہ انسانوں کا کام نہیں۔ (چیف الیکشن کمشنر)

○ جی ہاں! یہ سب کچھ تو محترم "سیاست دانوں" کا کمال ہے۔

☆ دوپٹہ اوڑھنا منافقت نہیں' دوپٹہ چھوڑنا منافقت ہے۔ (ایک خاتون کا بیان)

○ محترمہ عابدہ حسین توجہ فرمائیں!

☆ پاکستان میں دو کروڑ افراد ۲ کروڑ روپے کی سگریٹ نوشی کرتے ہیں۔ (ایک خبر)

○ ولیمہ کی دعوت پر پابندی لگانے والے حکمران ادھر بھی توجہ فرمائیں۔

☆ امریکہ کے سامنے جھکیں گے نہیں۔ (عراق)

○ مجبوراً "سجدہ ریز" ہونا پڑا تو یہ دوسری بات ہے۔

☆ سود سے پاک معاشی نظام کے لئے سفارشات جلد مرتب کریں۔ (وزیر اعظم کی ہدایت)

○ تاکہ حسب سابق ان نئی سفارشات کو بھی بلا تاخیر سرد خانے کے سپرد کیا جا سکے۔

☆ حکومت کے پاس بھٹو خاندان کو اذیت پہنچانے کے علاوہ کوئی پروگرام نہیں۔ (بے نظیر بھٹو)

○ یہ پروگرام ابھی تک عوام میں کافی "ہٹ" جا رہا ہے۔

☆ دین محمدؐ سے روگردانی کی وجہ سے اللہ کی رحمتوں کا نزول نہیں ہو رہا۔ (مولانا جمشید کا خطاب)

○ اس دفعہ تو تبلیغی اجتماع کے موقع پر اللہ کی رحمت خوب برسی ہے۔

☆ بھارتی فلمیں دیکھنا بے غیرتی ہے۔ (سردار عبد القیوم)

○ اور پاکستانی فلمیں دیکھنا.....

☆ پاکستان 22 کھرب 163 ارب روپے کا مقروض ہے۔ (سرتاج عزیز)

○ یہ آپ لوگوں کی مہربانی ہی تو ہے!

☆ سسٹم فرسودہ اور ناکارہ ہو چکا ہے۔ (وزیر اعظم)

○ مگر ہم اس کے باوجود اسی تنخواہ پر کام کرتے رہیں گے۔

ضروری اطلاع

انجمن خدام القرآن سندھ کراچی نے INTERNET کی سہولت حاصل کر لی ہے۔ E-MAIL کا پتہ حسب ذیل ہے:

anjuman@anjuman.khi.erum.com.pk

نوید خلافت ڈائری

1998ء

شائع ہو گئی ہے

مرتب: چوہدری رحمت اللہ بٹر صاحب

دعوتی' تحریکی اور تنظیمی مواد سے آراستہ' کتابی سائز' عمدہ طباعت

خصوصی رعایتی قیمت۔/80 روپے

شائع کردہ

ریاض برادرز' 40 اردو بازار' لاہور

بقیہ : "خطبات خلافت"

نہیں بیٹھے بلکہ اپنا سب کچھ اسلام اور اہل اسلام کے فروغ اور فلاح کے لئے لٹانے کا جذبہ رکھتے تھے' حضرت علی المرتضیٰ کہ جن کی سادگی اور مردانگی ضرب المثل کا درجہ اختیار کر چکی ہے ؂

کہ جہاں میں نان شعیر پر ہے مدار قوت حیدری

نظام خلافت کوئی از کار رفتہ اور پیچیدہ طرز حکومت نہیں بلکہ کچھ اصولوں اور رویوں پر مبنی انداز حکومت کا نام ہے۔ ایک یہ کہ انسانوں پر کسی انسان کی حکومت نہیں بلکہ بندوں پر خدا کی حاکمیت کا تصور دوسرے یہ کہ حق حکومت کسی نسلیت' وراثت' دولت اور طاقت سے نہیں بلکہ تقویٰ اور اہلیت سے ثابت ہوتا ہے' تیسرے یہ کہ خلافت کوئی شخصی حکومت نہیں' خدا کی امانت ہے جو صرف امین ہاتھوں میں محفوظ رہتی ہے۔ چوتھے یہ کہ حکمران اور رعایا ایک دوسرے کے مطاع اور مطیع نہیں بلکہ سب کے سب خدا اور رسول کے وفادار اور ان کے احکام کے فرمانبردار ہوتے ہیں' پانچویں یہ کہ حکومت میں کسی حکمران کو حق تصرف حاصل نہیں ہوتا بلکہ اس کے اصل مالک اور وارث جملہ مسلمان ہوتے ہیں علیٰ ہذا القیاس۔ اور یہ نظام خلافت مغرب کے سیاسی فریم ورک میں رہ کر برپا نہیں ہو سکتا کیوں کہ مغربی جمہوریت کی سائنس اور اسلامی انقلاب کی نفسیات ایک دوسرے سے مختلف ہیں' موجودہ جمہوری نظام جن اداروں کی بقاء اور تحفظ کے نام پر قائم اور جاری ہے نظام خلافت ان اداروں کو توڑ کر حکومت کو نئے سانچوں میں ڈھالنے کا عمل سرانجام دے گا۔

نظام خلافت میں جاگیرداری' سود' جوا اور فحاشی کی گنجائش نہیں جبکہ موجودہ جمہوری نظام کا معاشی اور معاشرتی ڈھانچہ انہی ستونوں پر استوار ہے۔ محترم ڈاکٹر اسرار احمد کی تفصیلی آراء سے تو اختلاف ہو سکتا ہے لیکن ان کے خلاص فکر و عمل پر شبہ ایک بے وجہ بات ہو گی' دنیا اکیسویں صدی کے راگ چھیڑے ہوئے ہے اور ڈاکٹر صاحب چودہ سو سال پہلے کی بات کر رہے ہیں۔ ان کا شکر گزار ہوں کہ وہ مجھے اس دور میں لے جانا چاہتے ہیں جس میں بجلی کے قمقمے تو نہیں جلتے تھے لیکن اخوت و آدمیت کے زمزمے بہتے تھے' جس میں شان و شوکت کا ہمہمہ تو نہیں لیکن فقر و قناعت کا چرچا تھا' جس میں شاہانہ جاہ و جلال تو نہیں ملتا جو ہر انسانیت کا حسن و جمال ضرور دکھائی دیتا تھا اور جس میں زر و جواہر کا انبار تو نظر نہیں آتا لیکن حضرت انسان کا اعتبار بہرحال تھا ؂

ساقی مرے خلوص کی شدت کو دیکھنا
پھر آ گیا ہوں گردش دوران کو ٹال کر

ہیں آج کیوں ذلیل کہ کل تک نہ تھی پسند...!

نجیب صدیقی' کراچی

کہتے ہیں درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے۔ مگر یہ مثال امت مسلمہ پر چسپاں نہیں ہوتی۔ بدقسمتی سے امت مسلمہ کے جو لوگ نمائندہ بن بیٹھے ہیں وہ ایسے درخت کے مانند ہیں جس کا پھل کڑوا' کسیلا اور بدمزہ ہے۔ انہوں نے اپنے عمل سے دنیا پر واضح کر دیا ہے کہ ہم جیسا بدمزاج کوئی نہیں' ہم جیسا وعدہ خلاف کوئی نہیں۔ آپس کا تعصب جس قدر ہمارے اندر ہے دنیا کی کسی دوسری قوم میں نہیں۔ ہم کسی بات پر اتفاق کرنا نہیں جانتے ایک دوسرے کے خلاف صف آراء ہونا ان کا ذوق بن گیا ہے۔

انہوں نے اپنے عمل سے دوسری قوموں پر واضح کر دیا ہے کہ اسلام مختلف عصبیتوں کا مجموعہ ہے۔ اس میں بے شمار فرقے ہیں اور ہر فرقہ ایک دوسرے کو للکارتا نظر آتا ہے۔ انہوں نے مسجدیں تقسیم کر لی ہیں' ایک دوسرے کی مساجد پر یلغار ان کا پسندیدہ مشغلہ ہے۔ لباس میں ہر ایک نے اپنا اپنا الگ الگ امتیاز قائم کر لیا ہے۔ مدرسے الگ الگ ہیں' اپنے اکابر کے نام پر دھڑے بندی کی گئی ہے۔ اسلام کے ان نمائندوں نے دوسری قوموں کے سامنے جو تصویر رکھی ہے وہ انتہائی بھیانک ہے۔ یہی وجہ ہے کہ دوسری قومیں اس دین کی طرف متوجہ نہیں ہوئیں۔ وہ کتاب جو دنیا میں انقلاب لانے کے لئے آئی تھی اور جس نے دور ظلمات میں کرۂ ارض کے ایک بڑے حصہ کو روشن کیا تھا آج ان مدرسوں میں سبقاً سبقاً نہیں پڑھائی جاتی' اس کی تلاوت ہی کو کافی سمجھا جاتا ہے۔ اس کتاب سے عملی اعراض کے نتیجے میں یہ امت گروہ گروہ میں تقسیم ہو گئی ہے۔ یہ کتاب اقوام عالم کی ہدایت کے لئے نازل کی گئی تھی اور امت مسلمہ کو اس کا امین بنایا گیا تھا مگر امت مسلمہ کا بعینہٖ وہی حال ہے جو یہود کا تھا۔ قرآن کہتا ہے کہ تم ان کو اکٹھے دیکھتے ہو مگر ان کے دل ایک دوسرے سے پھٹے ہوئے ہیں۔ ہم بھی ٹھیک ٹھیک اسی مقام پر کھڑے ہیں جہاں یہود تھے۔ دور سے دیکھنے والا یہ سمجھتا ہے کہ امت مسلمہ ایک قوم کا نام ہے ایک نظریہ کا نام ہے۔ مگر ہمارا حال یہ ہے کہ نہ ایک قوم ہیں نہ ایک نظریہ پر متفق ہیں اور نہ ایک فکر کو اپنائے ہوئے ہیں۔

ہم نے اپنے آپ کو مختلف مسلکوں میں بانٹ لیا ہے۔ ہماری ایک پہچان نہیں رہی۔ یہ مسلک ہی ہماری پہچان بن گئے ہیں۔ ہمارا یہ حال دیکھ کر دوسری قوموں نے ہم سے منہ پھیر لیا ہے اور ہماری نوجوان نسل ان باتوں سے انتہائی بیزار ہے۔ وہ کہتی ہے کہ ایک اللہ' ایک رسول اور ایک کتاب کے ماننے والے ہزاروں گروہوں میں کیوں بٹ گئے ہیں۔ نئی نسل جب ان درختوں کے پھل سے مستفید ہونا چاہتی ہے تو وہ اسے کڑوا اور کسیلا پاتی ہے۔ آج ہمارے معاشرے میں مذہب سے جو بیزاری پائی جاتی ہے وہ اسی بات کا نتیجہ ہے کہ مذہب کے نمائندوں نے صحیح صحیح نمائندگی ادا کرنے کی بجائے اپنے عمل سے جھگڑے اور نفرت کو فروغ دیا ہے۔ آج اس بات کی ضرورت ہے کہ وہ لوگ جو یہ سمجھتے ہیں کہ قرآن مجید ہی وہ واحد کتاب ہے جو مختلف قومیتوں کو آپس میں جوڑ سکتی ہے۔ ان کے اختلاف کو عدل کے ذریعہ حل کر سکتی ہے ان میں وہ جذبہ پیدا کر سکتی ہے جس سے مل کر وہ ایک بنیان مرصوص قوت بن سکیں۔ انہیں چاہئے کہ وہ کسی انتظار کے بغیر اس عظیم مقصد کے لئے ایک جگہ جمع ہوں اور مسلکوں سے بلند ہو کر اس کتاب کو بلند کریں۔ یہی وہ کتاب ہے جو سب کو جوڑ سکتی ہے اور ایک دھاگے میں پرو سکتی ہے۔ اختلافات کے درمیان یہ میزان عدل ہے۔ اس سے روگردانی کے نتیجے میں آج امت مسلمہ خود ایک رکاوٹ بن گئی ہے جس کی وجہ سے دوسری قومیں اسلام میں داخل ہونے سے رک گئی ہیں' اس رکاوٹ کو الکتاب ہی دور کر سکتی ہے۔

۱۰/اکتوبر ۹۷ء کے جلسہ خلافت بمقام تیمرگرہ ضلع دیر کی رپورٹ

امیر تنظیم اسلامی و داعی تحریک خلافت پاکستان جناب ڈاکٹر اسرار احمد صاحب نے مالاکنڈ ڈویژن کی خصوصی اہمیت کے پیش نظر ۱۰/اکتوبر ۹۷ء بروز جمعہ اپنا تیسرا عوامی جلسہ ریسٹ ہاؤس گراؤنڈ تیمرگرہ میں منعقد کیا۔ یاد رہے کہ اس سے پہلے امیر محترم کے دو کامیاب جلسے بمقام سواڑی (بنیر) اور منگورہ سوات میں جون اور ستمبر ۹۷ء کو ہو چکے ہیں۔

تیمرگرہ میں امیر محترم کا یہ پہلا عوامی جلسہ تھا جس کے لئے مقامی رفقاء شاہ وارث (بلال)' محمد ایاز' محمد مختار کے علاوہ مولانا غلام اللہ خان حقانی صاحب اپنے رفقاء سمیت جلسہ سے ایک دن پہلے تیمرگرہ پہنچ گئے تھے۔ مقامی رفقاء نے دن رات محنت کر کے پوسٹر اور بینر لگوانے کے علاوہ دعوتی خطوط تقسیم کرنے میں کافی محنت کی تھی۔ رفیق تنظیم سعید اللہ خان پہلے ہی سے تیمرگرہ میں امیر محترم اور ان کے ساتھیوں کے لئے قیام کے بندوبست کے سلسلہ میں موجود تھے۔ میجر فتح محمد صاحب نے اس جلسہ کو کامیاب بنانے کے لئے ذاتی توجہ دی تھی اور اس سلسلہ میں مقامی رفقاء کو ہر قسم کی سہولت اور سرپرستی مہیا کی تھی۔ امیر محترم ۹/اکتوبر بعد نماز مغرب تیمرگرہ پہنچ گئے۔

جلسہ بعد نماز جمعہ تقریباً ۲ بجے شروع ہوا اور ۴ بجے عصر تک جاری رہا۔ امیر محترم کا موضوع خطاب "پاکستان میں نفاذ شریعت کا صحیح طریقہ کار" تھا۔۔۔ امیر محترم کو سننے کے لئے تقریباً ایک ہزار حضرات جلسہ گاہ میں ہمہ تن گوش تھے۔ نماز جمعہ کا اہتمام جلسہ گاہ ہی میں کیا گیا تھا۔ جلسے میں وکلاء' اساتذہ' ڈاکٹرز اور سرکاری حکام کے علاوہ عوام الناس نے بھی شرکت کی۔

مالاکنڈ ڈویژن میں شریعت محمدیؐ کے غلغلہ کی وجہ سے لوگوں نے اس موضوع میں بہت دلچسپی لی جلسہ کے بعد لوگوں کے تاثرات یہ تھے کہ انہوں نے اس موضوع پر پہلی بار قرآن و سنت کے حوالہ سے ایک جامع اور پرمغز تقریر سنی ہے۔ امیر محترم نے انقلاب اسلامی کے مراحل اور موجودہ حالات کے تناظر میں قرآن و سنت و سیرت محمدیؐ کی روشنی میں واضح کرتے ہوئے فرمایا کہ اسلام مذہب نہیں بلکہ دین ہے جس کا مقصد اس دنیا میں نظام عدل و قسط کا قیام ہے کہ بندگان رب کو اللہ کی بندگی کرنے میں دشواری اور رکاوٹ نہ ہو۔ ڈاکٹر صاحب نے فرمایا کہ اس ملک میں انقلاب اسلامی صرف ٹھنڈے ٹھنڈے وعظ اور مغربی جمہوری طریقوں سے برپا کرنے کی امید کرنا ایک سعی لاحاصل ہے۔ اس کے لئے صحیح طریقہ کار وہ ہے جسے سیرت النبویؐ سے اخذ کیا گیا ہے۔

اس سے پہلے امیر محترم کو خوش آمدید کہتے ہوئے ذیلی حلقہ مالاکنڈ ڈویژن کے ناظم مولانا غلام اللہ خان حقانی نے تنظیم اسلامی کے اہداف کو تفصیل سے بیان کیا:

تنظیم اسلامی کا پہلا ہدف دعوت رجوع الی القرآن ہے تاکہ قرآنی فکر عوامی سطح پر اجاگر ہو کر اسلامی انقلاب کی راہ ہموار ہو سکے۔

تنظیم اسلامی کا دوسرا ہدف دینی و مذہبی جماعتوں کے زعماء کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کرنا ہے تاکہ امت مسلمہ کا یہ عمومی تاثر ختم ہو جائے کہ دینی و مذہبی جماعتیں ایک پلیٹ فارم سے کام نہیں کر سکتیں۔

اس جلسہ کو کامیاب بنانے کے لئے علاقہ کے لوگوں نے بھرپور تعاون کیا۔ وہ بڑی بے قراری کے ساتھ ڈاکٹر صاحب کی آمد کے منتظر تھے۔ دور دراز کے علاقوں سے بھی لوگوں نے جلسہ خلافت میں شرکت کی۔ لوگوں کے جوش و خروش کا یہ عالم تھا کہ ۲ گھنٹے پہلے پنڈال میں جلسہ گاہ میں لوگ پہنچ چکے تھے۔ انہوں نے ڈاکٹر صاحب کی ڈھائی گھنٹہ مفصل تقریر بڑی توجہ اور انہماک کے ساتھ سنی۔

بعد ازاں ریسٹ ہاؤس میں سوال و جواب کی نشست ہوئی جو عصر تا مغرب جاری رہی۔ امیر محترم نے رات کو تیمرگرہ میں قیام کیا۔ اگلے دن قبل از نماز فجر ڈاکٹر صاحب اپنے ساتھیوں سمیت صوفی محمد صاحب سے ملاقات کیلئے گئے جس کی تفصیل ۲۱/اکتوبر کے ندائے خلافت میں چھپ چکی ہے۔

(رپورٹ: محمد فہیم' نقیب اسرہ تیمرگرہ)

اسرہ حسن ابدال کی دعوتی سرگرمیاں

۱۹/اکتوبر کو اسرہ حسن ابدال کے زیر اہتمام دعوتی پروگرام منعقد ہوا۔ پروگرام کا آغاز دعوت الی اللہ کے موضوع پر درس قرآن سے ہوا۔ راقم نے واضح کیا کہ بندگی رب کی دعوت فرض نماز کی طرح لازم ہے۔ ہم نے اس بات کو تسلیم کر کے ہی تنظیم میں شمولیت اختیار کی ہے لیکن اگر ہم بالفعل یہ کام نہیں کرتے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ جس فکر کو ہم نے صحیح سمجھا ہے اس پر ہمارے دل میں یقین موجود نہیں ہے۔

بعد ازاں جناب شمس الحق نے درس قرآن دیا۔ ان کے درس کا موضوع نظم جماعت کی اہمیت تھا۔ انہوں نے طاغوتی نظام کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ یہ نظام بندگی رب سے ہٹنے کی کھلی دعوت ہے چنانچہ اس کے خاتمے کے لئے سمع و طاعت کا نظام ہی نتیجہ خیز بن سکتا ہے۔ ناظم حلقہ نے ہر رفیق سے بالمشافہ انفرادی ملاقات کے ذریعے ذاتی تعارف حاصل کیا۔ رفقاء نے ان کو دعوت کا کام بہتر بنانے کے لئے مشورے دیئے۔ نیز دعوت میں درپیش رکاوٹوں کے حوالے سے ہدایات و رہنمائی حاصل کی۔ اگر تمام ناظمین حلقہ جات اس طرح رفقاء سے ملاقات کریں تو ان شاء اللہ پوری تنظیم متحرک ہو جائے گی۔ ناظم حلقہ کے ہمراہ جناب سید حبیب حسین شاہ صاحب بھی موجود تھے۔ موصوف نے رفقاء پر انفاق مال کی اہمیت واضح کی۔ نماز ظہر کی ادائیگی کے بعد یہ پروگرام ختم ہوا۔ (رپورٹ: اصغر صدیقی)

مبتدی تربیت گاہ میں شریک رفیق تنظیم کے تاثرات

۱۲/اکتوبر سے ۱۸/اکتوبر ۱۹۹۷ء تک ایک ہفتہ کے دوران اللہ تعالیٰ نے مجھے توفیق عطا فرمائی کہ میں مبتدی تربیت گاہ میں شرکت کر سکا جس سے میرے محدود علم میں بہت اضافہ ہوا' صحیح معنوں میں دین کا فہم حاصل ہوا اور اللہ کے نیک بندوں کو قریب سے دیکھنے کا موقع ملا۔ اس کا اجر امیر محترم کو اور ان کے رفقاء کو صرف اللہ تعالیٰ ہی دے سکتے ہیں جس نہج پر یہ کورس ترتیب دیا گیا ہے' یہ بہت ہی عمدہ ہے۔ پھر اساتذہ کرام جنہوں نے ہمیں پڑھایا ان کا طریقہ تدریس بھی لاجواب ہے۔

میرے خیال میں اس کورس کا نام "مبتدی تربیت گاہ" کی بجائے "فہم دین کورس" رکھ دیا جائے کیونکہ جتنا فہم دین مجھے اور میرے ساتھیوں کو ان سات ایام میں حاصل ہوا اتنا کثیر تعداد میں کتابیں پڑھنے کے بعد بھی حاصل نہیں ہوا تھا۔ بلاشبہ اس تربیت سے مجھے دین کی ایک وسیع تصویر دیکھنے کا موقع ملا۔

اس تربیت گاہ کا انتظام و انصرام بھی بہت اچھا اور اعلیٰ تھا۔ ماحول بھی دینی' دوستانہ اور مخلصانہ تھا جس کی وجہ سے سات یوم گزارنے بہت ہی سہل ہو گئے۔ اس تربیت کا حاصل نجات اخروی ہے جو ہم سب کا نصب العین ہونا چاہئے۔ فکر آخرت وہ شے ہے جو تمام اعمال صالح کی بنیاد ہے۔ فکر آخرت کا تصور ہی تمام چیزوں پر مقدم رہنا چاہئے اور جو کام بھی کیا جائے وہ اللہ کی رضا کی خاطر کیا جائے۔ بس یہی دو چیزیں ہیں جو فلاح اور کامیابی کی ضامن ہیں۔

(رپورٹ: شادمان مسعود صدیقی' راولپنڈی کینٹ)

اسرہ نیو ملتان کے زیر اہتمام ماہانہ درس قرآن

ملتان میں اس وقت دو تنظیمیں اور ایک اسرہ موجود ہے۔ یہ اسرہ باقی تنظیموں کی طرح دعوتی سرگرمیوں میں بھرپور شرکت کرتا ہے۔ اسرہ نیو ملتان کے تحت حسب روایت اس ماہ یہ درس قرآن ۲۳/اکتوبر بعد نماز مغرب منعقد ہوا۔ امیر حلقہ مختار حسین فاروقی نے صدر کے فرائض سرانجام دیئے۔ تقریباً ۴۰ کے قریب افراد نے درس میں شرکت کی۔

(رپورٹ: محمد صدیق)

۱۰/ اکتوبر ۹۷ء کے جلسہ خلافت بمقام تیمر گرہ ضلع دیر کی رپورٹ

امیر تنظیم اسلامی و داعی تحریک خلافت پاکستان جناب ڈاکٹر اسرار احمد صاحب نے مالاکنڈ ڈویژن کی خصوصی اہمیت کے پیش نظر ۱۰/ اکتوبر ۹۷ء بروز جمعہ اپنا تیسرا عوامی جلسہ ریسٹ ہاؤس گراؤنڈ تیمر گرہ میں منعقد کیا۔ یاد رہے کہ اس سے پہلے امیر محترم کے دو کامیاب جلسے بمقام سواڑی (بنیر) اور منگورہ سوات میں جون اور ستمبر ۹۷ء کو ہو چکے ہیں۔

تیمر گرہ میں امیر محترم کا یہ پہلا عوامی جلسہ تھا جس کے لئے مقامی رفقاء شاہ وارث (بلال)' محمد ایاز' محمد مختار کے علاوہ مولانا غلام اللہ خان حقانی صاحب اپنے رفقاء سمیت جلسہ سے ایک دن پہلے تیمر گرہ پہنچ گئے تھے۔ مقامی رفقاء نے دن رات محنت کر کے پوسٹر اور بینر لگوانے کے علاوہ دعوتی خطوط تقسیم کرنے میں کافی محنت کی تھی۔ رفیق تنظیم سعید اللہ خان پہلے ہی سے تیمر گرہ میں امیر محترم اور ان کے ساتھیوں کے لئے قیام کے بندوبست کے سلسلہ میں موجود تھے۔ میجر فتح محمد صاحب نے اس جلسہ کو کامیاب بنانے کے لئے ذاتی توجہ دی تھی اور اس سلسلہ میں مقامی رفقاء کو ہر قسم کی سہولت اور سرپرستی مہیا کی تھی۔ امیر محترم ۹/ اکتوبر بعد نماز مغرب تیمر گرہ پہنچ گئے۔

جلسہ بعد نماز جمعہ تقریباً ۲ بجے شروع ہوا اور ۴ بجے عصر تک جاری رہا۔ امیر محترم کا موضوع خطاب "پاکستان میں نفاذ شریعت کا صحیح طریقہ کار" تھا--- امیر محترم کو سننے کے لئے تقریباً ایک ہزار حضرات جلسہ گاہ میں ہمہ تن گوش تھے۔ نماز جمعہ کا اہتمام جلسہ گاہ ہی میں کیا گیا تھا۔ جلسے میں وکلاء' اساتذہ' ڈاکٹر اور سرکاری حکام کے علاوہ عوام الناس نے بھی شرکت کی۔

مالاکنڈ ڈویژن میں شریعت محمدیؐ کے غلغلہ کی وجہ سے لوگوں نے اس موضوع میں بہت دلچسپی لی جلسہ کے بعد لوگوں کے تاثرات یہ تھے کہ انہوں نے اس موضوع پر پہلی بار قرآن و سنت کے حوالہ سے ایک جامع اور پر مغز تقریر سنی ہے۔ امیر محترم نے انقلاب اسلامی کے مراحل اور موجودہ حالات کے تناظر میں قرآن و سنت و سیرت محمدیؐ کی روشنی میں واضح کرتے ہوئے فرمایا کہ اسلام مذہب نہیں بلکہ دین ہے جس کا مقصد اس دنیا میں نظام عدل و قسط کا قیام ہے کہ بندگان رب کو اللہ کی بندگی کرنے میں دشواری اور رکاوٹ نہ ہو۔ ڈاکٹر صاحب نے فرمایا کہ اس ملک میں انقلاب اسلامی صرف ٹھنڈے ٹھنڈے وعظ اور مغربی جمہوری طریقوں سے برپا کرنے کی امید کرنا ایک سعی لاحاصل ہے۔ اس کے لئے صحیح طریقہ کار وہ ہے جسے سیرت النبویؐ سے اخذ کیا گیا ہے۔

اس سے پہلے امیر محترم کو خوش آمدید کہتے ہوئے ذیلی حلقہ مالاکنڈ ڈویژن کے ناظم مولانا غلام اللہ خان حقانی نے تنظیم اسلامی کے اہداف کو تفصیل سے بیان کیا :

تنظیم اسلامی کا پہلا ہدف دعوت رجوع الی القرآن ہے تاکہ قرآنی فکر عوامی سطح پر اجاگر ہو کر اسلامی انقلاب کی راہ ہموار ہو سکے۔

تنظیم اسلامی کا دوسرا ہدف دینی و مذہبی جماعتوں کے زعماء کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کرنا ہے تاکہ امت مسلمہ کا یہ عمومی تاثر ختم ہو جائے کہ دینی و مذہبی جماعتیں ایک پلیٹ فارم سے کام نہیں کر سکتیں۔

اس جلسہ کو کامیاب بنانے کے لئے علاقہ کے لوگوں نے بھرپور تعاون کیا۔ وہ بڑی بے قراری کے ساتھ ڈاکٹر صاحب کی آمد کے منتظر تھا۔ دور دراز کے علاقوں سے بھی لوگوں نے جلسہ خلافت میں شرکت کی۔ لوگوں کے جوش و خروش کا یہ عالم تھا کہ ۲ گھنٹے پہلے پنڈال میں جلسہ گاہ میں لوگ پہنچ چکے تھے۔ انہوں نے ڈاکٹر صاحب کی ڈھائی گھنٹہ مفصل تقریر بڑی توجہ اور انہماک کے ساتھ سنی۔

بعد ازاں ریسٹ ہاؤس میں سوال و جواب کی نشست ہوئی جو عصر تا مغرب جاری رہی۔ امیر محترم نے رات کو تیمر گرہ میں قیام کیا۔ اگلے دن قبل از نماز فجر ڈاکٹر صاحب اپنے ساتھیوں سمیت صوفی محمد صاحب سے ملاقات کیلئے گئے جس کی تفصیل ۲۱/ اکتوبر کے ندائے خلافت میں چھپ چکی ہے۔

(رپورٹ : محمد نعیم' نقیب اسرہ تیمر گرہ)

اسرہ حسن ابدال کی دعوتی سرگرمیاں

۱۹/ اکتوبر کو اسرہ حسن ابدال کے زیر اہتمام دعوتی پروگرام منعقد ہوا۔ پروگرام کا آغاز دعوت الی اللہ کے موضوع پر درس قرآن سے ہوا۔ راقم نے واضح کیا کہ بندگی رب کی دعوت فرض نماز کی طرح لازم ہے۔ ہم نے اس بات کو تسلیم کر کے ہی تنظیم میں شمولیت اختیار کی ہے لیکن اگر ہم بالفعل یہ کام نہیں کرتے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ جس فکر کو ہم نے صحیح سمجھا ہے اس پر ہمارے دل میں یقین موجود نہیں ہے۔

بعد ازاں جناب شمس الحق نے درس قرآن دیا۔ ان کے درس کا موضوع نظم جماعت کی اہمیت تھا۔ انہوں نے طاغوتی نظام کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ یہ نظام بندگی رب سے ہٹنے کی کھلی دعوت ہے چنانچہ اس کے خاتمے کے لئے سمع و طاعت کا نظام ہی نتیجہ خیز بن سکتا ہے۔ ناظم حلقہ نے ہر رفیق سے بالمشافہ انفرادی ملاقات کے ذریعے ذاتی تعارف حاصل کیا۔ رفقاء نے ان کو دعوت کا کام بہتر بنانے کے لئے مشورے دیئے۔ نیز دعوت میں درپیش رکاوٹوں کے حوالے سے ہدایات و رہنمائی حاصل کی۔ اگر تمام ناظمین حلقہ جات اس طرح رفقاء سے ملاقات کریں تو ان شاء اللہ پوری تنظیم متحرک ہو جائے گی۔ ناظم حلقہ کے ہمراہ جناب سید حبیب حسین شاہ صاحب بھی موجود تھے۔ موصوف نے رفقاء پر انفاق مال کی اہمیت واضح کی۔ نماز ظہر کی ادائیگی کے بعد یہ پروگرام ختم ہوا۔ (رپورٹ : اصغر صدیقی)

مبتدی تربیت گاہ میں شریک رفیق تنظیم کے تاثرات

۱۲/ اکتوبر سے ۱۸/ اکتوبر ۱۹۹۷ء تک ایک ہفتہ کے دوران اللہ تعالیٰ نے مجھے توفیق عطا فرمائی کہ میں مبتدی تربیت گاہ میں شرکت کر سکا جس سے میرے محدود علم میں بہت اضافہ ہوا' صحیح معنوں میں دین کا فہم حاصل ہوا اور اللہ کے نیک بندوں کو قریب سے دیکھنے کا موقع ملا۔ اس کا اجر امیر محترم کو اور ان کے رفقاء کو صرف اللہ تعالیٰ ہی دے سکتے ہیں جس نہج پر یہ کورس ترتیب دیا گیا ہے' یہ بہت ہی عمدہ ہے۔ پھر اساتذہ کرام جنہوں نے ہمیں پڑھایا ان کا طریقہ تدریس بھی لاجواب ہے۔

میرے خیال میں اس کورس کا نام "مبتدی تربیت گاہ" کی بجائے "فہم دین کورس" رکھ دیا جائے کیونکہ جتنا فہم دین مجھے اور میرے ساتھیوں کو ان سات ایام میں حاصل ہوا اتنا کثیر تعداد میں کتابیں پڑھنے کے بعد بھی حاصل نہیں ہوا تھا۔ بلاشبہ اس تربیت سے مجھے دین کی ایک وسیع تصویر دیکھنے کا موقع ملا۔

اس تربیت گاہ کا انتظام و انصرام بھی بہت اچھا اور اعلیٰ تھا۔ ماحول بھی دینی' دوستانہ اور مخلصانہ تھا جس کی وجہ سے سات یوم گزارنے بہت ہی سہل ہو گئے۔ اس تربیت کا حاصل نجات اخروی ہے جو ہم سب کا نصب العین ہونا چاہئے۔ فکر آخرت وہ شے ہے جو تمام اعمال صالح کی بنیاد ہے۔ فکر آخرت کا تصور ہی تمام چیزوں پر مقدم رہنا چاہئے اور جو کام بھی کیا جائے وہ اللہ کی رضا کی خاطر کیا جائے۔ بس یہی دو چیزیں ہیں جو فلاح اور کامیابی کی ضامن ہیں۔

(رپورٹ : شادمان مسعود صدیقی' راولپنڈی کینٹ)

اسرہ نیو ملتان کے زیر اہتمام ماہانہ درس قرآن

ملتان میں اس وقت دو تنظیمیں اور ایک اسرہ موجود ہے۔ یہ اسرہ باقی تنظیموں کی طرح دعوتی سرگرمیوں میں بھرپور شرکت کرتا ہے۔ اسرہ نیو ملتان کے تحت حسب روایت اس ماہ یہ درس قرآن ۲۳/ اکتوبر بعد نماز مغرب منعقد ہوا۔ امیر حلقہ مختار حسین فاروقی نے صدر کے فرائض سرانجام دیئے۔ تقریباً ۴۰ کے قریب افراد نے درس میں شرکت کی۔

(رپورٹ : محمد صدیق)

ہفت روزہ ندائے خلافت لاہور
سی پی ایل نمبر: 127
جلد ۶، شمارہ ۳۸
سالانہ زرِ تعاون -/۲۵ روپے

پبلشر: محمد سعید اسعد طابع: رشید احمد چوہدری
مطبع: مکتبہ جدید پریس- ریلوے روڈ، لاہور
مقامِ اشاعت: ۳۶-کے، ماڈل ٹاؤن لاہور
فون: ۰۳-۵۸۶۹۵۰۱

معاونین برائے مدیر:
○ مرزا ایوب بیگ ○ نعیم اختر عدنان
○ سردار اعوان
نگران طباعت: شیخ رحیم الدین

ہفتہ رفتہ کی اہم خبریں

ڈاؤن سائزنگ روک دی گئی گولڈن شیک ہینڈ اور قبل از وقت ریٹائرمنٹ کے فیصلے پر عملدر آمد ملتوی

وفاقی کابینہ نے گولڈن شیک ہینڈ سکیم اور سرکاری ملازمین کی قبل از وقت ریٹائرمنٹ پر مالی فوائد دینے کی اسکیم کے متعلق حتمی فیصلہ اس وقت تک روک دیا ہے جب تک انتظامی تنظیم نو کے کمیشن کی رپورٹ نہیں آجاتی۔ وفاقی کابینہ نے میرٹ کے بغیر بھرتیوں پر نظر ثانی کرنے کا فیصلہ بھی کیا ہے اور غیر قانونی، بے قاعدگی اور صلاحیت کے بغیر نوکریاں حاصل کرنے والوں کی سکروٹنی کی جائے گی۔ (۶ نومبر، جنگ)

لگتا ہے ۱۴ کروڑ بانٹے گئے ہیں: چیف جسٹس

سپریم کورٹ نے فیصلہ کیا ہے کہ آئی ایس آئی کی جانب سے سیاست دانوں میں کثیر رقوم تقسیم کرنے کے کیس کی سماعت ۱۹ نومبر کو بند کمرے میں ہوگی جس میں جنرل درانی اور جنرل نصیر اللہ بابر اپنے بیانات ریکارڈ کرائیں گے۔ سپریم کورٹ نے واضح کیا کہ ۱۹ نومبر کے علاوہ اس کیس کی سماعت کھلی ہوگی۔ چیف جسٹس نے ایڈووکیٹ وہاب الخیری سے اتفاق کیا کہ ۱۹ نومبر کی سماعت تو بند کمرے میں ہوگی لیکن اگر بعد میں عدالت فیصلہ کرے کہ یہ حقائق عوام کے سامنے آنے چاہئیں تو اسے پریس کو جاری کر دیا جائے گا۔ چیف جسٹس نے دوران کیس آبزرویشن دی کہ معلوم ہوتا ہے کہ ۱۴ کروڑ روپے سیاست دانوں میں واقعی تقسیم کئے گئے تھے۔ (۷ نومبر، نوائے وقت)

علامہ اقبال قرآن کے فیصلے کے سامنے سرنگوں ہوگئے

۹/ نومبر کو ملک بھر میں علامہ اقبال کا یوم پیدائش منایا گیا اس حوالہ سے اخبارات نے اپنی خصوصی اشاعت میں علامہ کی زندگی کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی۔ علامہ کے صاحبزادے ڈاکٹر جاوید اقبال اپنی کتاب "زندہ رود اقبال" میں بیان کرتے ہیں کہ اقبال کی پیدائش سے کچھ روز پہلے ان کے صوفی منش والد نے خواب دیکھا کہ کسی وسیع میدان میں بہت سے لوگ فضا میں چکر لگا رہے ہیں اور ایک سفید کبوتر کو دیوانہ وار پکڑنے کی کوشش کر رہے ہیں وہ کبوتر کبھی نیچے اترتا کبھی آسمان کی طرف اڑ جاتا بالآخر اس نے فضا میں غوطہ لگایا اور ان کی جھولی میں آگرا۔ شیخ نور محمد اسے غیبی اشارہ سمجھے اور تعبیر یہ بیان کی کہ بیٹا پیدا ہوگا جو خدمت اسلام میں نام پیدا کرے گا۔ انہوں نے مزید انکشاف کیا کہ گو علامہ اقبال انتہائی ذہین اور فطین تھے لیکن وہ بچپن میں کتابوں ہی سے نہیں الجھے رہتے تھے بلکہ عام لڑکوں کی طرح کھیل کود کے انتہائی شوقین اور شرارتی لڑکے تھے۔ انہوں نے علامہ کا قرآن حکیم سے تعلق بیان کرتے ہوئے ایک واقعہ تحریر کیا کہ یوں تو علامہ کی کوئی بہن بھی اپنے گھر میں سکھی نہیں تھی لیکن ان کی ایک بہن اپنی ساس کے ظلم و ستم سے تنگ آکر میکے میں پناہ لے چکی تھی اور ان کی ساس نے اپنے بیٹے کی کسی دوسری جگہ شادی بھی کردی تھی لیکن ساس کی وفات کے بعد ان کے خاوند نے علامہ کے والدین سے رابطہ کیا اور اپنی بیوی کو دوبارہ گھر میں بسانے کی خواہش کا اظہار کیا۔ علامہ کے والدین لڑکے کا اصرار دیکھتے ہوئے راضی ہوگئے لیکن انہوں نے کوئی فیصلہ کرنے سے پہلے علامہ اقبال سے مشورہ کرنا ضروری سمجھا۔ جب علامہ کے آگے بات رکھی گئی تو وہ بہت برہم ہوئے اور بہن کو سسرال بھیجنے سے صاف انکار کردیا۔ علامہ کے والد نے بیٹے کے جذبات کو سراہا لیکن کہا کہ اقبال قرآن تو ہمیں "الصلح خیر" کی رہنمائی دیتا ہے۔ علامہ بیٹھ گئے ان کے چہرے کا رنگ متغیر ہوگیا یوں محسوس ہوتا تھا جیسے کسی نے آتش کدے کو برف کی سلوں سے ڈھانپ دیا ہو۔ انہوں نے طویل سکوت اختیار کیا آخر والد نے پوچھا پھر کیا فیصلہ کیا ہے۔ علامہ نے کہا فیصلہ وہی ہے جو قرآن کا فیصلہ ہے بچی کو سسرال روانہ کر دیا گیا اور اللہ کے فضل و کرم سے میاں بیوی نے بقیہ زندگی ہنسی خوشی گزاری۔ (۹ نومبر، جنگ)

تبلیغی اجتماع: اختتامی دعا میں صدر، وزیر اعلیٰ کی شرکت متوقع ہے

رائے ونڈ میں عالمی تبلیغی اجتماع کی اختتامی دعا آج بارہ بجے ہوگی۔ گزشتہ روز ہونے والی طوفانی بارش سے اجتماع کے انتظامات درہم برہم ہوگئے تھے جس کے باعث یہ تبلیغی اجتماع مرکزی مسجد رائے ونڈ میں ہوا۔ بارش سے رائے ونڈ کی عام سڑکوں پر دو دو فٹ پانی جمع ہوگیا تھا۔ مرکزی پنڈال میں بھی بارش کا پانی جمع ہونے سے لاکھوں افراد پریشان ہوگئے۔ بارش اور پانی کی وجہ سے مرکزی پنڈال میں بجلی کا کرنٹ بھی آگیا جس کے نتیجہ میں بجلی کی سپلائی معطل کرنا پڑی۔ ہزاروں افراد نے ریلوے سٹیشن، لاری اڈوں اور قریبی مساجد میں پناہ لی۔ بہت سے لوگ بارش کے دوران اپنے گھروں کی طرف لوٹ گئے۔ اجتماعی دعا پنڈال میں ۱۱ نومبر کو تقریباً ۱۱ بجے ہوگی۔ دعا میں صدر اور وزیر اعلیٰ پنجاب کی شرکت متوقع ہے۔ (۱۱ نومبر، جنگ)

۱۴ لاکھ روپے ماہانہ تنخواہ پر الٰہی بخش سومرو کے بیٹے کے لئے یو بی ایل کی سربراہی

لاہور ہائی کورٹ نے یونائیٹڈ بینک لمیٹڈ کے برطرف ملازمین احسن اختر وغیرہ کی درخواستوں پر وفاقی حکومت سے یو بی ایل کے کنٹریکٹ پر رکھے گئے صدر زبیر سومرو کی تنخواہ، مراعات اور ان کی نوکری سے متعلقہ دیگر ریکارڈ طلب کرلیا ہے۔ فاضل جج نے یو بی ایل کے ملازمین کی برطرفی کا فیصلہ کرنے والے مجاز ادارے کے بارے میں رپورٹ طلب کرلی ہے جبکہ ڈپٹی اٹارنی جنرل کی وساطت سے ڈاؤن سائزنگ نہ ہونے کے بارے میں حکومتی اعلان کی حیثیت اور اس سلسلہ میں حکومت کی موجودہ پالیسی کے بارے میں تفصیلات طلب کرلی ہیں۔ مدعی نے یہ موقف اختیار کیا کہ یو بی ایل ایک مستحکم مالی ادارے کے طور پر جانا جاتا تھا لیکن ۱۹۸۵ء کے بعد سیاسی قرضوں کی وجہ سے جو واپس نہیں کئے گئے لیکن اس کا نزلہ غریب ملازمین پر گرا۔ قومی اسمبلی کے سپیکر الٰہی بخش سومرو کے بیٹے زبیر سومرو کو ۱۴ لاکھ روپیہ ماہوار تنخواہ پر ملازم رکھا گیا اور ۴ سال کی پیشگی تنخواہ ادا کردی گئی ہے۔ (۱۱ نومبر، جنگ)

یوم اقبال کی تقریب میں قومی رہنما اور دانشور علامہ اقبال کے اشعار صحیح طور پر نہ پڑھ سکے

شاعر مشرق علامہ محمد اقبال اپنے ۱۲۱ ویں یوم ولادت کے موقع پر حکمرانوں اور اقبال شناسوں کے ہاں مظلوم رہے۔ وزیر اعظم اور وزیر ثقافت کے علاوہ ڈاکٹر محترمہ قمر واحد اور پروفیسر پریشان خٹک نے بھی یوم اقبال کی تقریب کے دوران غلط پڑھے۔ تفصیلات کے مطابق علامہ اقبال کی شاعری سے آگاہی کا حال یہ ہے کہ ان کو خراج تحسین پیش کرنے والوں کو بھی علامہ کے درست اشعار پڑھنے نہیں آئے۔ (۱۱ نومبر، خبریں)